امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر جامع کلام بنام

سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

ہماری تالیف: تراجم المصنفین سے لیا گیا آپکا ترجمہ: لمع البیان فی سیرۃ النعمان

مؤلف: احمد نواز قادری عطاری

فون: 0302-4154930

فہرستِ مضامین

لمع البیان فی سیرۃ النعمان

اے طالبِ حق اللہ جل جلالہ تجھے راہ حق پہ قائم رکھے جان لے کہ جملہ مخلوقاتِ عالم میں حضرت انساں کو افضل واشرف بنایا گیا اور تمام کی بانسبت اس کو جامع و اکمل انعامات سے نوازا گیا، بالخصوص علم وحکمت کے ذریعے اس کو بقیہ خلق سے ممتاز کیا گیا پھر انسانوں میں مخصوص خصوصیات کے سبب بعض کو اعلیٰ وبرتر فرمایا گیا انہیں خصائص میں ایک بڑا وصف علم ہے جس کے سبب عالم غیر عالم سے جدا ہو جاتا ہے فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾ ترجمہ: تم فرماؤ: کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہیں، نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں۔

علم والوں میں خرد کامل، فراست وحکمت اور استخراج واستنباط کا ملکہ رکھنے والوں کو مزید فضیلت حاصل ہے جنہیں اصطلاح میں فقہاء کہا جاتا ہے جو جملہ مروجہ علوم کا احاطہ کئے ہوتے ہیں چاہے وہ علم تفسیر ہو یا اصول تفسیر، حدیث ہو یا اصول حدیث، فقہ ہو یا اصول فقہ، ادب ہو یا بلاغت وغیرہ۔ان کی شان یہ ہوتی ہے کہ اپنے علوم وفنون اور حکمت وفراست کے سبب نئے درپیش مسائل کا حل قرآن وحدیث کی روشنی میں امت کو پیش کرتے ہیں اور ان کی ہر طرح کی دینی مشکلات دور کرتے ہیں۔اس کی واضح نظیر جدید دور میں ہزاروں نئے بنکنگ اور آنلائن خرید وفروخت کے مسائل اور فقہ الحلال کے حوادثات ہیں جن کا فقہاء نے کافی ووافی حل پیش کیا اور کتب کی صورت میں انہیں خوبصورت طریقہ سے زینت قرطاس کیا۔اسی گلستاں کی بہاروں میں ایک پُر کیف بہار، حقیقت وطریقت کے شاہسوار، محدث متکلم اور نظار سیدنا امام

اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کے بحرِ فقاہت سے ایسے موتی بہے جنھوں نے پورے عالَم کو روشن کر دیا اور ہمیشہ کے لئے امت کو پیش آنے والے مسائل کا اصول وضوابط کی روشنی میں حل دیا۔

عالم نبیل، فاضل جلیل، روشن قندیل، مسلک میں عدیل، اعلیٰ سبیل، عارف کبیر، زماں سے خبیر، روشن ضمیر، محقق نحریر، اہل حق کے نصیر فقہ حنفی کے امام و پیشوا، سراج الامہ، کاشف الغمہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت بن نعمان کوفی رحمۃ اللہ علیہ نے شہر کوفہ میں ایسے اوقات کے دوران آنکھ کھولی کہ ابھی وہ چشمانِ مبارکہ موجود تھیں جنہوں نے جلوہ حبیب خدا دیکھا، ان کی باتیں سنیں، قرآن مجید کو نازل ہوتے دیکھا، چاند کے دو ٹکڑے ہونا، سورج کا واپس پلٹنا، کنکریوں کا کلمہ پڑھنا، انگشت مبارک سے پانی کے چشمے نکلنا وغیرہ معجزات دیکھے یعنی بلاواسطہ نورِ اسلام باغ نبوت سے لے کر اپنے دامن کو منور و معطر کیا، انہیں عظیم ہستیوں سے یہ فیض نبوت سیدنا و مولانا امام اعظم رضی اللہ عنہ نے لیا، پھر دوسرا یہ فضلِ خدا ہوا کہ آپ کی ولادت ایسے شہر میں ہوئی جہاں بابِ مدینۃ العلم اور خادم رسول صلی اللہ علیہ وسلم، سیرت میں شبیہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا بحرِ بے کراں جوش مار رہا تھا جس سے پیاسے اپنی پیاس بجھا رہے تھے، سیاہ دامن اپنے من چمکا رہے تھے، اسی علم و حکمت کی چاشنی کو لے کر سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے عالم اسلام کو فقہ کے نور سے ایسا روشن کیا کہ آج تک جس کا اجالا سینوں میں موجود ہے۔ذیل میں ہم اختصار کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف پیش کرتے ہیں:

نام ونسب

نام: نعمان

والد کا نام: ثابت

لقب: امام اعظم، امام الائمہ، سراج الامہ

کنیت: ابو حنیفہ

نسبت: کوفی

مکمل نام: امام الائمہ سراج الامہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت بن نعمان کوفی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت ووفات: (80ھ، 150ھ)

نسب:

سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کا نسب آپ کے پوتے سیدنا اسماعیل بن حماد کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

"انا اسماعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان من ابناء فارس من الاحرار و للہ ما وقع علینا رق قط ولد جدی سنۃ ثمانین و ذھب ثابت الی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ و ھو صغیر فدعا لہ بالبرکۃ فیہ و فی ذریتہ و نحن نرجو ان یکون اللہ تعالی قد استجاب ذلک لعلی فینا و النعمان بن المرزبان ابو ثابت ھو الذی اھدی لعلی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ الفالوذج فی یوم المھرجان النیروز فقال مھرجونا کل یوم"[1]

(1) ابن خلکان، ابو العباس شمس الدین احمد بن محمد بن ابی بکر بن خلکان، وفیات الاعیان، ج:3، ص:201، دار احیاء التراث بیروت، الطبعہ الثانیہ، سیر اعلام النبلاء، ج:6، ص:454

ترجمہ: میں اہل فارس کے آزاد افراد سے اسماعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان ہوں ۔اللہ کی قسم ہم کبھی بھی کسی کے غلام نہیں رہے، میرے دادا اسی ہجری کو پیدا ہوئے، چھوٹی عمر میں آپ کے والد ثابت انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے جس پر حضرت علی نے آپ کے لئے اور آپ کی اولاد کے لئے دعائے برکت کی۔ ہمیں یقین ہے کہ اللہ تعالی نے اسے ہمارے حق میں قبول فرمایا، نعمان بن مرزبان نے نیروز کے دن (اہل فارس کا سب سے بڑا تہوار) حضرت علی کو فالودہ پیش کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمارے لیے ہر دن ہی عید ہے۔ آپ کے دادا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عاشق زاراورآپ کے خاص مقربین میں سے تھے، آپ ہی کی محبت میں فارس چھوڑ کر کوفہ میں آباد ہوئے۔

ابو حنیفہ کنیت کی وجہ:

یادرہے کنیت دو طرح سے ہوتی ہے:

(1) نسبی کنیت:

❖ نسب کے اعتبار سے کنیت: یعنی باپ کی کنیت بیٹے کی طرف نسبت کرتے ہوئے جیسے سرکار دوعالم ﷺ کی کنیت آپ کے بیٹے سیدنا قاسم کی طرف نسبت کرتے ہوئے ابوالقاسم ہے، تلمیذ امام اعظم امام ابویوسف یعقوب بن ابراہیم کی کنیت آپ کے بیٹے یوسف کی طرف نسبت کرتے ہوئے ابویوسف ہے، بانی دعوت اسلامی مولانا الیاس قادری عطاری زید شرفہ کی کنیت آپ کے بیٹے بلال کی طرف نسبت کرتے ہوئے ابوبلال ہے۔ عموماً کنیت نسب کے اعتبار سے ہی ہوتی ہے اور اس کو کنیت نسبی کہا جاتا ہے۔

(2)وصفی کنیت:

- وصف کے اعتبار سے کنیت: یعنی کسی مخصوص اور اس شخصیت کے مشہور وصف کی طرف نسبت کرتے ہوئے کنیت جیسے خلیفہ بلافصل حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو بکر آپ کے کسی بیٹے کی وجہ سے نہیں کیونکہ آپ کے بیٹوں میں بکر نام کا کوئی فرد نہیں تھا بلکہ بکر عربی زبان میں بہار کے موسم میں پھول پر لگنے والی پہلی کلی کو کہتے ہیں چونکہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ گلشن اسلام کی کلی کے پہلے پھول ہیں یعنی مَردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے ہیں اس لئے آپ کو ابو بکر کہا جاتا ہے اور آپ کا نام عبد اللہ، لقب صدیق اور عتیق ہے کما حققناہ فی فضائلہ۔ ایسے ہی حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوتراب آپ کے کسی بیٹے کی وجہ سے نہیں کیونکہ آپ کی اولاد میں تراب کسی کا نام نہیں تھا بلکہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ کے درمیان کچھ کلام ہو گیا جس سے ناراض ہو کر حضرت علی گھر سے باہر چلے گئے اور مسجد میں جا کر سو گئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مسجد میں اس حالت میں سوتے پایا کہ آپ کے بدن کے ساتھ مٹی لگی ہوئی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوتراب (مٹی والے) اٹھو جس کے بعد آپ کی یہ کنیت مشہور ہو گئی بلکہ آپ اپنے اسماء میں زیادہ اسی کو پسند کرتے تھے۔ اسی طرح سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابو حنیفہ آپ کی کسی اولاد کی طرف نسبت کرتے ہوئے نہیں بلکہ اس کی درج ذیل وجوہات بیان کی گئی ہیں:
- حنیف عربی میں اَوراق کو کہتے ہیں چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اِبتدا ہی سے لکھنے کا بہت شوق تھا اسی لئے ابو حنیفہ مشہور ہو گئے۔

❖ بعض نے کہا آپ کی مجلس میں قلم و دوات بہت زیادہ ہوا کرتیں یعنی آپ کے تلامذہ قلم و دوات لے کر بیٹھتے اور جو آپ سے سنتے وہ لکھ لیتے اس لئے آپ ابو حنیفہ مشہور ہو گئے۔ اور بھی وجوہات بیان کی گئی ہیں، بعض نے کہا آپ کی بیٹی کا نام حنیفہ تھا جس کی نسبت سے کنیت ابو حنیفہ ہے لیکن اس قول کا رد کیا گیا ہے۔

طلبِ علم میں مشغول ہونے کا سبب:

ابتدائی زندگی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کے اژدہام سے کنارہ کش ہو کر گوشہ نشینی کا قصد فرمایا تاکہ لوگوں میں عزت و حشمت پانے سے دل کو پاک و صاف رکھیں اور دن رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہیں مگر ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے استخوان مبارک کو جمع کر رہے ہیں اور بعض کو بعض کے مقابلے میں انتخاب کر رہے ہیں اس خواب سے آپ بہت پریشان ہوئے اور امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مصاحب سے اس خواب کی تعبیر دریافت کی، انہوں نے جواب دیا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک اور آپ کی سنت کی حفاظت میں ایسے بلند درجہ پر فائز ہوں گے گویا آپ ان میں تصرف کر کے صحیح و سقیم کو جدا جدا کریں گے، جب دوسری مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو حضور نے فرمایا اے حنیفہ! تمہیں میری سنت زندہ کرنے کے لیے پیدا کیا گیا ہے لہٰذا تم گوشہ نشینی کا خیال دل سے نکال دو۔ انہی دنوں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا گزر عامر بن شراحبیل امام شعبی کی درس گاہ سے ہوا، تو انہوں نے دریافت کیا تم کس کے ہاں آتے جاتے ہو، آپ نے جواب دیا، بازار میں فلاں شخص کے پاس جا رہا ہوں، انہوں نے کہا میری مراد یہ ہے کہ آپ کس کے حلقہ علم میں جاتے ہیں، آپ نے فرمایا: اہل علم کے ہاں میرا زیادہ آنا جانا نہیں ہوتا۔ امام شعبی نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: تم ایسے نہ کرو میں

تمہارے اندر ذہنی وفکری بیداری دیکھ رہا ہوں ،تم دین اور علمائے دین کی مجلس اختیار کرو۔امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات آپ کے دل میں گھر کر گئی،اسی وقت سے آپ بازار اور دکان میں آنا جانا بند کر کے حماد بن ابو سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کے پاس علم دین حاصل کرنے میں لگ گئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و فقہی سند کا تعارف:

جاننا چاہئے کسی بھی صاحب علم شخصیت کو جاننے کے لئے اس کے علمی کمالات سمجھنے کے لئے اس کے وعقائد و نظریات پرکھنے کے لئے اولاً ذہن اس کے اساتذہ کی طرف جاتا ہے کہ وہ علم میں کس مرتبہ و مقام پہ تھے ان کے عقائد و نظریات کیا تھے علماء کی نظر میں ان کے افکار کس حیثیت کے تھے پھر اس شخصیت کو پڑھا جاتا ہے اس کی علمی خدمات کو نگاہ محبت سے دیکھا جاتا ہے ان کی اتباع کو اپنے لئے باعث فخر سمجھا جاتا ہے اس لئے ہم ضروری خیال کرتے ہیں کہ اوّلاً سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و فقہی سند کو بیان کریں جس کے ذریعے آپ تک علم کے دریا پہنچے پھر آگے ان سے امت سیر اب ہوئی اور آج تک ہو رہی ہے۔امام شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے سیر اعلام النبلاء میں اس علمی سند ومبارک لڑی کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

”فافقہ اھل الکوفۃ علی و ابن مسعود و افقہ اصحابہما علقمۃ و افقہ اصحابہ ابراھیم و افقہ اصحاب ابراھیم حماد و افقہ اصحاب حماد ابوحنیفۃ و افقہ

اصحابہ ابویوسف و انتشر اصحاب ابی یوسف فی الآفاق و افقہھم محمد و افقہ اصحاب محمد ابو عبد اللہ الشافعی رحمہم اللہ تعالیٰ"[2]

ترجمہ: اہل کوفہ میں حضرت علی وعبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سب سے زیادہ فقیہ تھے اور حضرت علقمہ ان کے شاگردوں میں سب سے زیادہ فقیہ تھے اور حضرت علقمہ کے شاگردوں میں ابراھیم نخعی سب سے زیادہ فقیہ تھے اور حضرت ابراھیم نخعی کے شاگردوں میں امام حماد سب سے زیادہ فقیہ تھے اور امام حماد کے شاگردوں میں امام اعظم سب سے زیادہ فقیہ تھے اور امام اعظم کے شاگردوں میں امام ابویوسف سب سے زیادہ فقیہ تھے اور امام ابویوسف کے شاگرد پوری دنیا میں پھیل گئے ان میں سب سے زیادہ فقیہ امام محمد تھے اور امام محمد کے شاگردوں میں امام شافعی سب سے زیادہ فقیہ تھے۔

انیس الفقہاء میں ہے:"الفقه زرعه عبد الله بن مسعود رضي الله عنه، وسقاه علقمة، وحصده إبراهيم النخعي، وداسه حماد وطحنه أبو حنيفة، وعجنه أبو يوسف، وخبزه محمد، والناس يأكلون من خبزه"[3]ترجمہ:حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کھیتی لگائی، حضرت علقمہ نے اسے سیراب کیا، حضرت ابراہیم نخعی نے اس کو کاٹا، حضرت حماد نے اس کو نکالا، امام اعظم نے اس کا آٹا بنایا، امام ابویوسف نے آٹا گوندھا، امام محمد نے اس کی روٹیاں بنائیں جنہیں لوگ کھارہے

(2) امام ذہبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج:5، ص:531، مطبوعہ، دارالحدیث القاہرہ

(3) انیس الفقہاء، ص116، دارالکتب العلمیہ بیروت۔الدرالمختار، ص13، دارالکتب العلمیہ بیروت۔حاشیہ ابن عابدین، ج1، ص49، مطبوعہ مصر
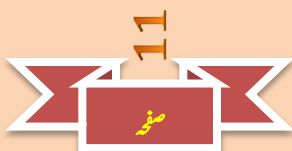
ہیں۔ اب ہم اختصار کے ساتھ حضرت حماد سے لے کر حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود تک ان ائمہ ذیشان کا تعارف کرواتے ہیں۔فاقول وباللہ التوفیق

امام حماد بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے جملہ اساتذہ میں بڑا نام فقیہ عراق امام حماد بن سلیمان کا ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی کوفہ کے رہنے والے تھے، باطنی وعلمی خزانوں کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ظاہری وسعت و کشادگی سے بھی نوازا تھا ہر رمضان کے بابرکت مہینے میں پانچ سو لوگوں کی افطاری کا اہتمام کرتے اور عید کے بعد سب کو سو سو درھم دیا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے امام اعظم رضی اللہ عنہ جیسے ذہانت و فطانت کے ماہر فرماتے ہیں: میں بصرہ میں آیا اور میرا خیال تھا کہ لوگ جو بھی مجھ سے سوال کریں گے اس کا جواب دوں گا، فرماتے ہیں لوگوں نے مجھ سے سوال کئے مگر مجھے ان کے جوابات نہ آئے۔کہتے ہیں تب سے میں نے پختہ نیت کرلی کہ امام حماد کے حلقہ درس کو نہیں چھوڑوں گا جب تک وہ حیات ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے استاذ سے بہت محبت تھی آپ کے لئے ہر روز دعائے مغفرت کیا کرتے تھے اور اپنے بیٹے کا نام حماد آپ کے نام پر رکھا۔

مشہور اساتذہ:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کبار اساتذہ میں درج ذیل اسماء مبارک شامل ہیں: صحابی رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، سعید بن جبیر، زید بن وھب، سعید بن مسیب، عکرمہ، ابووائل، ابراھیم نخعی، حسن، عبد اللہ بن بریدہ، امام شعبی، عبد الرحمن ابن سعد۔ آپ کے تلامذہ میں یہ اسماء مشہور ہیں: آپ کے بیٹے اسماعیل،

ہشام الدستوائی، امام اعظم ابو حنیفہ، حکم بن عتیبہ، آپ کے تمام اساتذہ میں بڑا نام حضرت ابراھیم نخعی کا ہے انہیں سے آپ نے علم فقہ و دیگر تمام علوم سیکھے۔

آپ کی توثیق و توصیف میں علماء کے اقوال:

یحییٰ بن معین نے آپ کو ثقہ کہا، امام احمد نے آپ کو مقارب الحدیث کہا، ایسی ہی امام شعبہ نے آپ کو صدوق اللسان کہا، امام عجلی آپ کے بارے فرماتے ہیں:

"کوفیّ ثقۃ و کان افقہ اصحاب ابراھیم"[4]

یعنی آپ کوفہ کے رہنے والے تھے، حدیث میں ثقہ تھے اور حضرت ابراھیم نخعی کے اصحاب میں سب سے زیادہ فقیہ تھے۔

ابن شبرمہ لکھتے ہیں: "ما احد امنّ علیّ بعلم من حماد"[5]

حصول علم میں مجھ پر امام حماد سے زیادہ کسی نے احسان نہیں کیا۔

مغیرہ بن مقسم کہتے ہیں میں نے امام حماد کے استاذ حضرت ابراھیم نخعی[6] سے کہا: "ان حمادا قد جلس یفتی قال و ما یمنعہ و قد سالنی عما لم تسالنی عن عشرہ"[7]

(4) تہذیب التھزیب، من اسمہ حماد، ج:6، ص:201

(5) سیر اعلام النبلاء، ج:5، ص:528

ترجمہ: آپ کے شاگرد حماد نے فتویٰ دینا شروع کر دیا ہے تو آپ نے فرمایا: کون سی چیز اس کو اس سے منع کر سکتی ہے حالانکہ اس نے مجھ سے اتنے سوال کئے ہیں کہ کسی دوسرے نے ان کے دسویں حصے کے برابر بھی نہیں کئے۔

عثمان بن زفر تیمی کہتے ہیں: "سمعت محمد بن صبیح یقول لما قدم ابو الزناد الکوفۃَ علی الصدقات کلم رجل حماد بن ابی سلیمان فیمن یکلم ابا الزناد یستعین بہ فی بعض اعمالہ فقال حماد کم یؤمل صاحبک من ابی الزناد ان یصیب معہ؟ قال الف درھم قال (رحمہ اللہ) امرت لہ بخمسۃ آلاف درھم و لا یبذل وجھی الیہ قال جزاک اللہ خیرا "ترجمہ: میں نے محمد بن صبیح کو کہتے ہوئے سنا: جب ابوزناد صدقات کا عامل بن کر کوفہ آیا تو کسی نے امام حماد سے اس شخص کے بارے بات کی جس نے ابوزناد سے کچھ پیسے مانگے تھے اپنی کسی حاجت کے لئے، آپ نے اسے فرمایا: تیرے ساتھی کو ابوزناد سے کتنی رقم ملنے کی امید ہے؟ اس نے کہا ہزار درھم، آپ نے فرمایا: میں نے اسے پانچ ہزار درھم دینے کا حکم دیا ہے اور مجھے اس پر کوئی ملامت نہیں اس نے کہا جزاک اللہ خیرا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ نے مال کی وسعت دی ہوئی تھی جس میں آپ کنجوسی نہیں کرتے تھے بلکہ ضرورت مندوں محتاجوں غریبوں اور اپنے تلامذہ پر خرچ کرتے رہتے تھے اسی وجہ سے آپ کے شاگرد رشید سیدنا امام اعظم میں بھی یہ وصف بدرجہ اتم موجود تھا۔

---

(6) نخعی آپ رحمہ اللہ کو نخع کی طرف منسوب کر کے کہا جاتا ہے جو قبیلہ مذحج کی ایک شاخ ہے اور یہ قبیلہ کوفہ شہر میں آباد تھا۔

(7) سیر اعلام النبلاء، حوالہ مذکور، ص:529
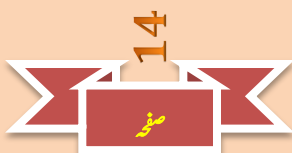
ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ

فقیہ عراق امام کوفہ ابو عمران ابراہیم بن یزید بن قیس بن الاسود بن عمرو بن ربیعہ النخعی الکوفی تقریبا چھیالیس ہجری کو کوفہ میں پیدا ہوئے اور یہیں چھیانوے ہجری میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور میں حضرت عبد اللہ بن مسعود کی فقہ کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے کوفہ میں آپ کو وہی مقام حاصل تھا جو مدینہ میں سعید بن مسیب کو اسی لئے آپ کو فقیہ عراق کا لقب دیا گیا امام اعظم جیسی شخصیت نے آپ ہی کی فقہ کو حضرت حماد کے ذریعے حاصل کیا اور آگے آفاق میں پھلایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا تھا علم حدیث میں بھی کمال درجہ کی مہارت رکھتے تھے علماء نے کہا: آپ حدیث کی صحت کو جاننے، اس میں موجود علل کو پرکھنے میں سنار کی طرح تھے، انتہائی اعلیٰ حافظہ کے مالک تھے اسی وجہ سے بلکل لکھا نہیں کرتے تھے، امام ذھبی نے آپ کو واسع الروایۃ، فقیہ النفس، کبیر الشان، کثیر المحاسن کہا، کثیر صحابہ کرام کا زمانہ پایا چھوٹی عمر میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زیارت کا شرف بھی حاصل کیا۔

اساتذہ:

علقمہ بن قیس، حضرت مسروق، عبیدۃ السلمانی، ابوزرعہ بجلی، ربیع بن خثیم، ابوشعثاء محاربی، قاضی شریح، عبد الرحمن بن یزید، ھمام بن حارث۔ علقمہ بن قیس آپ کے اساتذہ میں سب سے بڑا نام ہے انہیں سے علم فقہ حاصل کیا۔ آپ سے روایت کرنے والے بے شمار علماء و محدثین ہیں جیسے امام حماد بن سلیمان، حکم بن عتیبہ، عمرو بن مرۃ، مغیرۃ بن مقسم، سلیمان اعمش، عطاء بن سائب، اس کے علاوہ صحاح ستہ اور حدیث کی تمام بنیادی کتب میں آپ کی روایات پائی جاتی ہیں۔

علماء کے تعریفی اقوال:

اسماعیل بن ابو خالد بیان کرتے ہیں:"کان الشعبی و ابراھیم و ابو الضحی یجتمعون فی المسجد یتذاکرون الحدیث فاذا جاءھم شیئ لیس فیہ عندھم روایۃ رموا ابراھیم بابصارھم"(8)

ترجمہ: امام شعبی، ابراھیم نخعی اور ابو ضحی یہ تینوں مسجد میں جمع ہو کر حدیث کا تکرار کیا کرتے تھے جب ان کے پاس کوئی ایسا مسئلہ آتا جس کے بارے ان کے پاس کوئی روایت نہ ہوتی تو حضرت ابراھیم نخعی کی طرف اشارہ کر دیتے۔ یعنی اگر ان لوگوں کے پاس کوئی حدیث یا روایت ہوتی تو سائل کے جواب میں وہ بیان کر دیتے نہ ہونے کی صورت میں جواب حضرت ابراھیم نخعی دیا کرتے تھے کیونکہ آپ حضرت علی و ابن مسعود رضی اللہ عنھما کی فقہ کو اچھی طرح جانتے تھے اللہ تعالی نے آپ کے اندر مجتہدانہ صلاحیتیں رکھی ہوئی تھیں اس طریق سے آپ اس مسئلہ کو کسی قرآنی آیت یا حدیث رسول پر قیاس کرتے اور اس کے ذریعے جواب ارشاد فرما دیتے۔

شعیب بن حجاب کہتے ہیں:" کنت فیمن دفن ابراھیم النخعی لیلا سابع سبعۃ او تاسع تسعۃ فقال الشعبی ادفنتم صاحبکم قلت نعم قال اما انہ ما ترک احدا اعلم منہ

(8)سیر اعلام النبلاء، ج:5، ص:312

او افقہ منہ قلت ولا الحسن ولا ابن سیرین قال نعم ولا من اهل البصرۃ ولا من اهل الکوفۃ ولا من اهل الحجاز و فی روایۃ ولا من اهل الشام"[9]

ترجمہ: میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے حضرت ابراهیم نخعی کو سات راتوں میں سے کسی ایک میں دفن کیا، امام شعبی نے فرمایا: کیا تم نے اپنے صاحب کو دفن کر دیا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں، آپ نے فرمایا: انہوں نے اپنے پیچھے اپنے سے زیادہ کوئی فقیہ نہیں چھوڑا، شعیب کہتے ہیں میں نے عرض کی وہ حضرت حسن بصری اور امام ابن سیرین سے بھی زیادہ فقیہ تھے فرمایا ہاں، پھر کہا وہ اہل بصرہ اہل کوفہ اہل حجاز اور اہل شام کے علماء سے بھی زیادہ فقہ جاننے والے تھے۔ چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ حدیث کے ساتھ ساتھ فقہ کو بھی خوب جانتے تھے اور حضرت عبد اللہ بن مسعود کے اجتہادات کو اچھی طرح یاد کیا ہوا تھا اس لئے امام شعبی نے آپ کو ان تمام امصار کے علماء پر فضیلت دی، یاد رہے آپ رحمہ اللہ صرف فقیہ نہیں تھے بلکہ علم حدیث پر بھی گہری نظر رکھتے تھے جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا کہ علماء نے آپ کو حدیث کے سقم اور صحت کو جاننے میں سنار کی طرح کہا اور امام جرح و تعدیل صاحب مذہب سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے آپ کو حافظ الحدیث صاحب سنت کہا۔

علقمہ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ

شاگرد رشید باب مدینۃ العلم وابن مسعود سیدنا علقمہ بن قیس رضی اللہ عنہ زمانہ نبوی ﷺ میں پیدا ہوئے مگر زیارت سے مشرف نہ ہو سکے کوفہ کے رہنے والے تھے جب سیدنا عبد اللہ بن مسعود وہاں

(9) حوالہ مذکور، ص:315

تشریف لائے تو ان کی صحبت کو لازم پکڑا، علم حدیث و فقہ میں خوب دسترس حاصل کی یہاں تک کہ اپنے زمانے کے عظیم علماء و فقہاء میں شمار ہونے لگے اگرچہ آپ جمال مصطفی ﷺ نہ دیکھ سکے اور صحابہ کی عظیم جماعت میں شامل نہ ہو سکے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم میں وہ بلندی اور عروج عطاء فرمایا کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنھم بھی آپ سے مسائل پوچھا کرتے تھے حضرت عبد اللہ بن مسعود کی فقہ و اجتہادات کو آفاق میں پھیلایا اور ہر طرف رائج کیا پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ وہ ہستی ہیں جنہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر کئی جنگوں میں لڑنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

اساتذہ:

جیسا کہ چند سطور قبل بیان ہوا کہ آپ نے زمانہ رسالت ﷺ کو پایا تو اس سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ صحابہ کی بڑی جماعت آپ کی اساتذہ میں شامل ہو گی چنانچہ کبار صحابہ میں درج ذیل اسماء ہیں: حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان، علی، سعد، حذیفہ بن یمان، ابو درداء، عبد اللہ بن مسعود، ابو مسعود، ابو موسیٰ اشعری، خباب، خالد بن ولید، سلمہ بن یزید نخعی، معقل ابن سنان، عائشہ رضی اللہ عنھم۔ آپ سے درج ذیل علماء نے روایت کیا: ابراھیم بن یزید نخعی، عبد الرحمن بن یزید، عامر شعبی، ابو وائل شقیق بن سلمہ، سلمہ بن کھیل، ان کے علاوہ بے شمار۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ وہ ہستی ہیں جنہیں خلفاء راشدین میں تین حضرات سے علم حدیث حاصل کرنے کا موقع ملا اور علم فقہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سیکھا۔

یہاں اہل علم غور کریں کہ فقہ حنفی صرف حضرت عبد اللہ بن مسود کے علم حدیث و اجتہادات کا نام نہیں جو آگے امام اعظم تک پہنچے بلکہ اس میں حضرت عمر فاروق بھی شامل ہیں جن کی زبان پر حضور ﷺ نے فرمایا حق جاری کر دیا گیا ہے جنہوں نے اپنے قیاس و اجتہاد کے ذریعے بے شمار نئے پیش آنے

والے مسائل کو حل کیا، حضرت عثمان بھی اس میں شامل ہیں آپ کے زمانہ میں بھی کثیر مسائل کو حل کیا گیا اہل علم کی بڑی تعداد آپ کے زمانہ میں موجود تھی، باب مدینۃ العلم شیر خدا سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی کافی عرصہ کوفہ میں تشریف فرمارہے آپ کی زندگی کے آخری مبارک لمحات بھی یہیں گزرے جن کے علم میں ید طولیٰ کا کوئی انکار نہیں کر سکتا جب مصطفیٰ کریم ﷺ نے خود آپ کو علم کا شہر کہا اور جب آپ کو گورنر بنا کر بھیجا تب بھی آپ کے لئے خصوصی دعا ارشاد فرمائی، جو اپنے سواء تینوں خلفاء راشدین کے زمانہ مبارک میں قاضی القضاۃ رہے آپ رضی اللہ عنہ کے کوفہ میں قیام کے دوران کئی افراد نے آپ سے علم حدیث سیکھا اسے آگے پھیلایا حضرت علقمہ نے بھی آپ سے علم سیکھا اس کے علاوہ تقریبا ہزار سے زیادہ صحابہ کرام کوفہ میں تشریف لائے جن کے علمی فیضان سے سرزمین کوفہ سیراب ہوئی اسی وجہ سے محدثین وفقہاء کی بڑی تعداد ہمیں کوفہ میں نظر آتی ہے یہیں سے فقہ حنفی کی بنیاد شروع ہوئی جسے حضرت علقمہ نے ان کبار صحابہ بالخصوص جناب عبد اللہ بن مسعود سے حاصل کیا ان سے آگے حضرت ابراھیم بن یزید نخعی نے لیا ان سے آگے امام حماد بن سلیمان نے لیا ان سے سیدنا امام اعظم نے حاصل کیا اور کھول کر واضح طریق سے بیان کیا آگے امام ابو یوسف نے اسے پوری دنیا میں پھیلایا اور سرکاری سطح دلوائی امام محمد بن حسن الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے کتب میں مدون کیا جن سے آج تک ماننے والے اور نہ ماننے والے سب فیض یاب ہو رہے ہیں۔

علماء کے اقوال:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ کبیر میں اپنی سند کے ساتھ حضرت عمرو بن شرحبیل سے بیان کیا:

"اشبہ الناس بعبد اللہ ھدیا و دلا علقمۃ"[10] ترجمہ: علقمہ لوگوں میں حضرت عبد اللہ بن مسعود کے سب سے زیادہ مشابہ ہیں ہدایت اور حقیقت کی طرف رہنمائی کرنے میں۔

ابن سعد الطبقات الکبریٰ میں نقل کرتے ہیں: "قال سألت ابراھیم اشھد علقمۃ صفین قال نعم و خضب سیفہ و عرجت رجلہ و أصیب أخوہ ابی الصلاۃ قال طلق و قیل لہ ابی الصلاۃ لکثرۃ صلاتہ"[11] ترجمہ: منصور کہتے ہیں کہ میں نے ابراھیم بن یزید نخعی سے پوچھا: کیا حضرت علقمہ جنگ صفین میں شامل ہوئے تھے؟ فرمایا: ہاں اور ان کی تلوار خون سے رنگ گئی اور ان کا پاؤں ٹیڑھا ہو گیا اور ان کے بھائی ابو الصلاۃ کو شہید کر دیا گیا طلق بن غنام کہتے ہیں ان کو کثرت نماز کی وجہ سے ابو الصلاۃ کہا جاتا تھا۔

امام شعبی بیان کرتے ہیں: "کان الفقہاء بعد اصحاب رسول اللہ ﷺ بالکوفۃ فی اصحاب عبداللہ: علقمۃ و عبیدۃ و شریح و مسروق"[12] ترجمہ: کوفہ میں فقہاء اصحاب رسول صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے بعد حضرت عبد اللہ کے شاگردوں میں علقمہ، عبیدہ، شریح اور مسروق تھے۔ اس کے علاوہ بے شمار علماء آپ کی شان میں رطب اللسان ہیں یحییٰ بن معین نے آپ کو ثقہ کہا امام احمد نے اہل خیر میں شامل کیا امام شمس الدین الذھبی نے فقیہ الکوفہ، عالم الکوفہ، مقرء الکوفہ، الامام، الحافظ، المجود، المجتہد الکبیر جیسے القاب سے یاد فرمایا۔

(10) امام بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری، التاریخ الکبیر، ج:7، ص:41

(11) ابن سعد، ابو عبد اللہ محمد بن سعد البصری البغدادی، الطبقات الکبریٰ، ج:6، ص:88، ناشر بیروت، الطبعۃ الاولی

(12) سیر اعلام النبلاء، ج:5، ص:18

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

شبیہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فی العمل و صاحب طہورہ و نعلیہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ المکی البدری ان مبارک ہستیوں میں شامل ہیں جنہوں نے جمال حبیب خدا دیکھا سابقین اولین میں میں آپ کا شمار ہوتا ہے غزوۂ بدر میں حاضر ہوئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص خادموں میں آپ کا نام درج ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طہارت والا برتن اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک نعلین شریفین اٹھایا کرتے تھے جن کے بارے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں کسی کو تمہارا حکمران بناتا تو بغیر کسی سے مشورہ لئے ابن ام معبد کو بناتا۔ یہ آپ رضی اللہ عنہ کی شان ہے خادم ہونے کے باوجود اپنے اندر حکمران و خلیفہ بننے کی اہلیت رکھتے تھے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو کوفہ کی طرف بھیجا تو وہاں کے رہنے والوں سے فرمایا: مجھے خود ان کی ضرورت ہے میں اپنے پر تم کو ترجیح دے رہا ہوں، ایک موقع پر کچھ اس طرح فرمایا: یہ برتن تو چھوٹا ہے لیکن علم سے بھرا ہوا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب سے درجنوں کتب بھری پڑی ہیں صحاح ستہ خصوصا بخاری و مسلم میں مستقل ابواب قائم ہیں آپ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں بطور برکت چند ملاحظہ ہوں:

آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”قدمت انا و اخی من الیمن فکنا حینا و ما نریٰ ابن مسعود و امہ الا من اھل بیت رسول اللہ ﷺ من کثرت دخولھم و لزومھم لہ“[13] ترجمہ: میں اور میرا بھائی یمن سے

(13) مسلم شریف، باب من فضائل عبد اللہ بن مسعود و امہ، ج:2، ص:425

حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے کافی وقت وہاں رہے ہم عبد اللہ بن مسعود اور ان کی والدہ کے بارے یہی گمان کرتے تھے کہ وہ حضور ﷺ کی اہل بیت سے ہیں کیونکہ وہ بار بار حضور ﷺ کے گھر میں آیا کرتے تھے۔

ابو الاحوص بیان کرتے ہیں:

"کنا فی دار ابی موسی رضی اللہ عنہ مع نفر من اصحاب عبد اللہ وھم ینظرون فی مصحف فقام عبد اللہ فقال ابومسعود ما اعلم رسول اللہ ﷺ ترک بعدہ اعلم بما انزل اللہ من ہذا القائم فقال ابو موسیٰ اما لئن قلت ذاک لقد کان یشہد اذا غبنا و یؤذن لہ اذا حجبنا"[14] ترجمہ: ہم عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے کچھ شاگردوں کے ساتھ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھے اور وہ مصحف میں دیکھ رہے تھے حضرت عبد اللہ بن مسعود کھڑے ہوئے تو ابو مسعود نے کہا: نبی کریم ﷺ نے اپنے بعد اللہ کے دین کو زیادہ جاننے والا نہیں چھوڑا اس کھڑے ہونے والے سے ، اس کے بعد حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ بات ایسے ہی ہے جب ہم حضور ﷺ کے پاس نہ ہوتے تب بھی یہ آپ ﷺ کے پاس ہوتے تھے اور انہیں اس وقت بھی حضور ﷺ کے پاس جانے کی اجازت مل جاتی جب ہمیں روک دیا جاتا۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فضائل الصحابہ میں اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں:

(14) حوالہ مذکور

حدثنا عبد الله قال: حدثني أبي، ثنا وكيع ثنا سفيان، عن منصور، عن القاسم بن عبد الرحمن، قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم:«رضيت لأمتي ما رضي لهم ابن أم عبد، وكرهت لأمتي ما كره لها ابن أم عبد» ترجمہ: میں نے اپنی امت کے لئے وہی پسند کیا جو ان کے لئے ابن ام عبد نے پسند کیا اور میں نے اپنی امت کے لئے وہ ناپسند کیا جو ان کے لئے ابن ام عبد نے ناپسند کیا۔[15]۔ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو مستدرک میں لکھنے کے بعد ارشاد فرمایا : یہ حدیث صحیح ہے اور شیخین کی شرطوں پر ہے لیکن انہوں نے اس کو اپنی صحیحین میں درج نہیں کیا، معزز قارئین دیکھئے اس حدیث پاک میں کس قدر آپ رضی اللہ عنہ کی عظمت و رفعت کا بیان ہے نیز اس سے آپ رضی اللہ عنہ کے علمی مشاغل و اجتہادات کا صحیح ہونا معلوم ہوتا ہے اس کے بعد فقہ حنفی کے موافقِ شرع ہونے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرضی کے مطابق ہونے میں شک نہیں رہ جاتا۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ دیگر اساتذہ کے اسماء:

ہم یہاں آپ رحمہ اللہ کے ان چند اساتذہ کے نام ذکر کرتے ہیں جو اکابر تابعین میں سے تھے، بلاواسطہ صحابہ کرام سے روایت کرتے تھے: عبد الرحمٰن بن ہرمز الاعرج، ابو زبیر، عبد اللہ بن حبیبہ ، حضرت نافع، سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، یزید بن صہیب، عطیہ بن سعد العوفی، عبد الملک، علی بن اقمر، امام زہری، حضرت محارب، عطاء بن ابو رباح، عبد اللہ بن دینار، ابراہیم بن محمد منتشر، حکم بن عتیبہ کندی، ربیعہ بن عبد الرحمن، سلمہ بن کہیل، سماک بن حرب، شداد بن عبد الرحمن، طاؤس بن کیسان، طلحہ بن نافع، عامر بن شراحیل، عون بن عبد اللہ، قابوس بن ابو المخارق، عدی بن ثابت، عکرمہ مولی ابن عباس،

(15) فضائل الصحابہ، ج2، ص838، مؤسسۃ الرسالہ

محمد بن قیس، محمد بن منکدر، مقیم بن بجرہ، ولید بن سریع، ابو بکر بن عبد اللہ، نافذ ابو معبد، عثمان بن عاصم۔
آپ رحمہ اللہ کے چار ہزار سے زیادہ شیوخ تھے یہ تو صرف چند اسماء ہیں جو بغیر کسی واسطہ کے صحابہ کرام سے روایت کرتے تھے یعنی امام صاحب اور حضور ﷺ کے درمیان صرف دو واسطے ہیں ایک کبار تابعین کا دوسرا اصحابہ کرام کا۔

تلامذہ:

قاضی القضاۃ امام ابو یوسف، امام زفر، محرر مذہب امام محمد بن حسن شیبانی، امام جرح و تعدیل حضرت وکیع بن جراح، حسن بن زیاد، عافیہ بن یزید، داؤد طائی، فضیل بن عیاض، ابراہیم بن طہمان، ابیض بن الاغر بن الصباح، سباط بن محمد القرشی، اسحاق بن یوسف الازرق، اسد بن عمرو القاضی القرشی، اسماعیل بن یحیی الصیرفی، ایوب بن ہانیء الجعفی، جارود بن یزید النیسابوری، جعفر بن عوف، الحارث بن نبہان، حبان بن علی العنزی، الحسن ابن زیاد اللؤلوی، الحسن بن الفرات القزاز، الحسین بن حسن بن عطیہ العوفی، حفص بن عبد محسن البلخی القاضی، حکام بن سالم الرازی، ابو مطیع الحکم بن عبد اللہ البلخی، ابنہ حماد بن ابی حنیفہ، حمزۃ بن حبیب الزیات، خارجۃ بن مصعب السرخسی، داود بن نصیر الطائی، زید ابن الحباب العکلی، سابق الرقی، سعد بن الصلت قاضی شیراز، سعید بن ابی الجہم القابوسی، سعید بن سالم، سلم بن سالم البلخی، سلیمان بن عمرو النخعی، سہل بن مزاحم، شعیب بن اسحاق الدمشقی، الصباح بن محارب، الصلت بن الحجاج الکوفی، ابو عاصم النبیل، عامر بن الفرات النسوی، عائذ بن حبیب، عباد بن العوام، عبد اللہ بن المبارک، عبد اللہ بن یزید المقریء، ابو یحیی عبد الحمید بن عبد الرحمن الحمانی، عبد الرزاق بن ہمام، عبد العزیز بن خالد الترمذی، عبد الکریم بن محمد الجرجانی، عبد المجید بن عبد العزیز بن ابی رقاد، عبد الوارث ابن سعید، عبید اللہ بن الزبیر القرشی، عبد اللہ بن

عمر الرقی، عبد اللہ بن موسی، عتاب بن محمد بن شوذب، علی بن ظبیان الکوفی العامی، علی بن عاصم الواسطی، علی بن مسہر، عمر بن محمد العنقذی، ابو قطف عمرو بن الہیثم القطعی، ابو نعیم الفضل بن دکین، الفضل بن موسی السینانی، القاسم بن محمد العرنی، القاسم بن معن المسعودی، قیس بن الربیع، محمد بن ابان العنبری الکوفی، محمد بن بشر العبدی، محمد بن الحسن بن اتَش الصنعانی، محمد بن عبد اللہ الانصاری، محمد بن الفضل بن علیہ، محمد بن القاسم الاسدی، محمد بن مسروق۔ اس کے علاوہ بھی آپ کے ہزاروں شاگرد تھے علامہ زیلعی "نصب الرایۃ" میں لکھتے ہیں: "قال بعض الائمۃ لم یظہر لاحد من ائمۃ الاسلام المشہورین مثل ما ظہر لابی حنیفۃ من الاصحاب و التلامیذ" ترجمہ: بعض علماء نے فرمایا امام اعظم کے اصحاب اور شاگرد اتنے کثرت سے تھے کہ کسی اور کے اس قدر ظاہر نہیں ہوئے۔[16]

چند مشہور تلامذہ کا تعارف:

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ:

الامام المجتہد حافظ الحدیث قاضی القضاۃ ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم بن حبیب بن سعد (المتوفی 113- 182ھ، 731- 798م) کوفہ میں پیدا ہوئے ابتدائی زندگی یہیں گزاری ابو یوسف آپ کی کنیت تھی اپنے بیٹے یوسف کی وجہ سے، یہ بھی صاحب علم تھے امام ابو یوسف کے دور میں بغداد کی غربی جانب کے قاضی رہے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو ہارون الرشید نے انہیں قضاء پر برقرار رکھا اور قاضی القضاۃ

(16) امام زیلعی، جمال الدین ابو محمد عبد اللہ بن یوسف بن محمد الزیلعی، نصب الرایۃ لتخریج احادیث الہدایہ، ص: 4، مؤسسۃ الریان—بیروت، الطبعۃ الاولیٰ 1418ھ

ابو البختری کو بنایا(کمافی البدایہ والنہایہ)۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد کوئی دولت مند انسان نہ تھے بلکہ غربت میں زندگی گزاری امام ابویوسف کے بچپن ہی میں فوت ہوگئے اس لئے آپ کی والدہ چاہتی تھیں کہ آپ کوئی کام کریں تاکہ ہمارے لئے کچھ کماسکیں مگر آپ کو دنیاوی کاموں کے لئے نہیں پیدا کیا گیا تھا اللہ تعالیٰ نے مقدر میں کچھ اور ہی لکھا تھا کسے کیا پتہ یہ غریب ونادار لڑکا بڑا ہوکر دنیا کا امام بنے گا اور پوری دنیا کا اسے قاضی بنایا جائے گا۔

چناچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ابتداءً کوفہ کے مشہور قاضی ابن ابی لیلیٰ کی مجلس میں جانا شروع کیا وہ آپ کی بہت عزت کیا کرتے تھے، قاضی صاحب کو اگر کسی مسئلہ میں کوئی مشکل درپیش آتی تو اس میں امام اعظم کی توجیہات دیکھتے لیکن ظاہری طور پر بہت سے مسائل میں امام اعظم سے اختلاف بھی کرتے جن پر امام ابویوسف نے ایک مستقل کتاب لکھی یعنی اختلاف کے باوجود امام اعظم کے اجتہاد وقیاس کو دیکھتے اور اس کے مطابق فتویٰ دیتے قاضی صاحب کی وجہ سے امام ابویوسف بھی آپ رضی اللہ عنہ سے محبت کرنے لگے مگر مجلس میں حاضری کا موقع نہ مل سکا۔ ایک مرتبہ کسی مسئلہ میں امام ابویوسف کا قاضی صاحب سے اختلاف ہوا اس وجہ سے آپ نے ان کی مجلس میں جانا چھوڑ دیا اور امام صاحب کی مجلس میں باقاعدہ جانا شروع کردیا، علامہ زاہد الکوثری نے اپنی کتاب مستجاب "حسن التقاضی فی سیرۃ الامام ابی یوسف القاضی" میں اس واقعہ کو موسیٰ بن حزم سے روایت کرتے ہوئے تفصیل کے ساتھ اس طرح لکھا ہے: ہوا کچھ یوں کہ قاضی ابن ابی لیلیٰ کی بیٹی کی شادی پر خرمہ لٹایا گیا اس کو لینے والوں میں امام ابویوسف بھی تھے قاضی صاحب نے انہیں منع کیا اور کہا ایسا کرنا مکروہ ہے آپ نے جوابا کہا یہ لشکریوں کے لئے مکروہ ہے شادی میں کوئی حرج نہیں قاضی صاحب کو یہ بات ناگوار گزری اور میں نے امام اعظم کی مجلس میں جانا شروع کردیا۔ یاد رہے اس مسئلہ میں امام ابویوسف نے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیاد پر اختلاف کیا تھا قاضی صاحب اس حدیث میں "نہی" کو مطلق سمجھتے تھے جب کہ اس کا مورد خاص تھا، اس حدیث کو امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں علامہ حیثمی نے مجمع

الزوائد میں امام ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں نقل کیا ہے، اس کے علاوہ دیگر کتب میں بھی موجود ہے چناچہ حضرت معاذ بن جبل بیان کرتے ہیں:

"شہد رسول اللہ ﷺ املاک رجل من اصحابہ فقال لہ «علی الخیر و الالفۃ و الطائر المیمون و السعۃ فی الرزق بارک اللہ لکم دففوا علی رأسہ فجیئ بدف فضرب بہ فاقبلت الاطبقات و علیہا فاکہۃ و سکر فنثر علیہ فکف الناس أیدھم فقال رسول اللہ ﷺ مالکم لاتنتہبون؟ قالوا یارسول اللہ أو لم تنہ عن النہبۃ قال انما نہیتکم عن نہبۃ العساکر فاما العرسات فلا قال فجاذبہم و جاذبوہ»"[17]

ترجمہ: نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب میں سے کسی کی شادی میں حاضر ہوئے آپ ﷺ نے اسے فرمایا: اللہ جَلَّ جَلَالَہٗ تجھے بھلائی، محبت، اچھائی اور رزق میں وسعت دے اور تجھے برکت دے، پاس کھڑے لوگوں سے فرمایا: دف بجاؤ اس کے پاس دف لائی گئی اور اس کے پاس بجائی گئی، پھر تھال لائے گئے جن پر پھل اور میٹھی چیزیں تھیں اس کو لٹایا گیا صحابہ کرام نے اپنے ہاتھ روک لئے حضور ﷺ نے فرمایا تم کیوں نہیں چنتے؟ انہوں نے عرض کی: آپ ﷺ نے خود ہی اس طرح لینے سے منع کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تمہیں لشکروں کی طرح لوٹ مار سے منع کیا ہے شادیوں میں کوئی حرج نہیں پھر آپ نے خود انہیں دیا اور

(17) امام طبرانی، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی، المعجم الکبیر، ج:20، ص:97، مکتبۃ ابن تیمیہ - القاہرۃ، الطبعۃ الثانیہ - علامہ ہیثمی، نورالدین ابو الحسن علی بن ابو بکر بن سلیمان الہیثمی، مجمع الزوائد و منبع الفوائد، باب النھبۃ فی العرس ج:4، ص:56، مکتبۃ القدسی - القاہرۃ

انہوں نے اسے لے لیا۔ اب دیکھئے اس میں امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کا موقف واضح تھا اور بلکل حدیث کے مطابق تھا نیز اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے آپ اس وقت ہی بہت سے حدیثیں یاد کر چکے تھے۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ کی مجلس میں:

جب امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی ابن ابی لیلیٰ کی مجلس کو چھوڑا تو اپنی تمام تر توجہ امام اعظم کی مجلس کی طرف لگا دی باقاعدگی سے سبق میں آتے کبھی بھی غیر حاضر نہ ہوتے تھے حتیٰ کہ علماء نے آپ کا یہ بھی قول بیان کیا ہے کہ میں عید الفطر و عید الاضحیٰ میں بھی بغیر کسی وجہ کے چھٹی نہیں کرتا مگر چونکہ پہلے بیان ہو چکا کہ آپ کے گھریلو حالات اچھے نہ تھے اس لئے گھر والوں کی یہ خواہش تھی کہ آپ کچھ کمائیں وہ گھر سے کام کے لئے بھیجتے مگر آپ امام صاحب کی مجلس علم میں چلے جاتے، خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ بغداد میں اپنی سند کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خود بیان کردہ واقعہ اپنی غربت کے متعلق لکھا ہے ہم اسے اختصار کے ساتھ اور خلاصۃ بیان کرتے ہیں:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں علم حدیث اور فقہ حاصل کرتا تھا اور میرے معاشی حالات اچھے نہ تھے ایک دن میں آپ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں شریک تھا کہ میرے والد آئے، مجھے کہنے لگے ابو حنیفہ کے پاس نہ آیا کرو کیوں کہ تمہیں کام کی ضرورت ہے، فرماتے ہیں میں نے اپنے والد کی بات کو ترجیح دی اور مجلس میں آنا چھوڑ دیا جب کافی دنوں کے بعد آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے غیر حاضری کی وجہ پوچھی میں نے کہا معاش میں مصروف ہوں ، فرماتے ہیں پھر میں مجلس میں بیٹھ گیا جب مجلس ختم ہوئی اور سارے لوگ چلے گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک تھیلی دی جس میں سو درھم تھے اور فرمایا سبق میں باقاعدگی سے حاضر ہوا کرو جب یہ رقم ختم ہو جائے مجھے بتا دینا کچھ دنوں کے بعد پھر آپ نے مجھے سو درہم دیئے، فرماتے ہیں میں نے کبھی بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو درھموں کے ختم ہونے کے متعلق نہیں بتایا تھا لیکن آپ خود ہی جان لیتے تھے اور مجھے وقتاً

فوقتاً درھم دے دیا کرتے حتیٰ کہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے مجھے مالدار کر دیا۔[18] بعد میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے علم وحکمت کی دولت کے ساتھ دنیاوی زر سے بھی نوازا اور تاریخ اسلام میں باقاعدہ سب سے پہلے آپ کو "قاضی القضاۃ" مقرر کیا گیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق میں علماء کے اقوال:

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو "صدوق" کہا، امام ابن حبان نے "كَانَ شَيخا متقنا " فرمایا، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے "ثِقَة" لکھا۔ مشہور حنفی محدث علامہ قاسم بن قطلوبغا فرماتے ہیں: "وهو أول من وضع الكتب في أصول الفقه على مذهب الإمام أبي حنيفة، وأملى المسائل، ونشرها، وبث علم أبي حنيفة في أقطار الأرض" آپ نے سب سے پہلے امام اعظم کے مذہب پر اصول فقہ میں کتابیں لکھیں، مسائل کی نشر واملا کروائی اور زمین کے کونے کونے میں امام صاحب کے علم کو پہنچا دیا۔ (ابن قطلوبغا، زین الدین ابو العدل قاسم بن قطلوبغا السودونی الحنفی، تاج التراجم، ص: 317، دار القلم ــ دمشق، الطبعۃ الاولیٰ 1413ھ) مزید تفصیل ہمارے رسالہ "البیان الکافی فی سیرۃ الامام ابی یوسف القاضی" میں ملاحظہ کریں۔

امام محمد بن حسن الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ:

شیخ الفقہاء و زینت المحدثین محرر المذہب ابو عبد اللہ محمد بن الحسن بن فرقد الشیبانی الکوفی رحمۃ اللہ علیہ 132 ہجری میں پیدا ہوئے شروع سے ہی آپ بہت زیادہ ذہین اور محنتی تھے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے خاص شاگرد تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد امام ابویوسف سے بھی شرف تلمذ پایا، باطنی علم ومعرفت کے ساتھ ساتھ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے آپ کو حسن ظاہری بھی کمال عطاء فرمایا تھا یہاں تک کہ جب امام اعظم کی مجلس میں آئے تو عمر ابھی چھوٹی تھی اس لئے آپ نے فرمایا: میری ایک طرف بیٹھا کرو جب داڑھی کے بال آگئے

(18) تاریخ بغداد، ج:16، ص:359

پھر آپ کے سامنے بیٹھتے تھے حدیث و فقہ میں ہزار کے قریب کتب لکھیں درج ذیل اساتذہ سے سماع حدیث کیا: امام اعظم ابو حنیفہ، مسعر بن کدام، مالک بن مغول، امام اوزاعی، مالک بن انس، امام ابو یوسف ، آپ سے حدیث لینے والوں میں یہ علماء شامل ہیں: ابو عبید، ھشام بن عبید اللہ، احمد بن حفص فقیہ بخاری، عمرو بن ابو عمرو الحرانی، علی بن مسلم طوسی، امام شافعی۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا آپ نے یہ اتنے باریک مسائل کہاں سے لئے ہیں؟ فرمایا: امام محمد کی کتابوں سے، امام شافعی نے فرمایا: میں نے آپ سے دو اونٹوں کے بوجھ کے برابر کتب اٹھائی ہیں امام یحیٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے الجامع الصغیر لکھی، آپ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بھی سعادت حاصل ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تین سال گزارے اور پوری موطا امام مالک کو آپ روایت کرنے والے ہیں۔

امام زفر رحمۃ اللہ علیہ:

عالم اجل فاضل اکمل سیدنا امام زفر رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم کے اجلہ تلامذہ میں سے تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ امام زفر کا بڑے احسن طریق سے ذکر فرماتے، اپنے دیگر تلامذہ پر آپ کو مقدم کرتے، آپ کے وصال کے بعد مسند تدریس پر امام زفر ہی بیٹھے۔ علامہ شمس الدین ذھبی رحمۃ اللہ علیہ سیر اعلام النبلاء میں آپ کا نسب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "الفقيه، المجتهد، الرباني، العلامة، أبو الهذيل بن الهذيل بن قيس بن سلم "۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ عالم وقت، ماہر مفتی اور فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے استاذ کی طرح نہایت متقی و پرہیز گار بھی تھے۔ جرح و تعدیل کے مشہور امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو "ثقة مامون" کہا۔ امام ابن حبان نے "فقیہ حافظ" کہا۔ ابو نعیم نے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق کی۔ امام اعمش، سماعیل بن ابو خالد، امام اعظم ابو حنیفہ، محمد بن اسحاق، حجاج بن أرطاۃ وغیرہ علماء کبار سے علم حاصل کیا۔

علامہ عبدالحئ لکھنوی "فوائد بہیہ" میں نقل کرتے ہیں:"تزوج زفر ودعى إلى عرسه الإمام فالتمس منه أن يخطب فقال في خطبته هذا زفر إمام من أئمة المسلمين وعلم من أعلامهم في شرفه وحسبه ونسبه"ترجمہ: امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کی شادی ہوئی جس میں امام اعظم کو بھی مدعو کیا گیا۔ امام زفر نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ خطبہ ارشاد فرمائیں تو آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا جس کے دوران کہا: یہ زفر ہیں جو مسلمانوں کے آئمہ میں سے ہیں اور شرف وحسب میں ان سب سے بڑے علم والے ہیں۔[19]

قارئین ہم نے سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے چند تلامذہ کا مختصر تعارف بیان کیا کہ تفصیل کا یہ رسالہ متحمل نہیں اب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق وعدالت کے بارے اقوالِ ائمہ ملاحظہ ہوں:

آپ کی شان میں علماء کے اقوال:

◈ امام جرح وتعدیل یحیی بن معین آپ کی عدالت وثقاہت کے بارے فرماتے ہیں:

"كان ابو حنيفة ثقة لا يحدث بالحديث الا بما يحفظه و لا يحدث بما لا يحفظ"

ترجمہ: ابو حنیفہ ثقہ تھے وہی حدیث بیان کرتے جو یاد ہوتی اور جو یاد نہ ہوتی اسے بیان نہ کرتے۔[20]

◈ امام شمس الدین ذہبی آپ رحمہ اللہ کے مقامِ فقاہت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(19) فوائد بہیہ، ص75، مطبعۃ السعادۃ-مصر

(20) سیر اعلام النبلاء، ج:6، ص:455

"و اما الفقه و التدقیق فی الرای و غوامضہ فالیہ المنتہٰی و الناس علیہ عیال فی ذلک"(حوالہ مذکور، ص:453)

ترجمہ: غور و فکر میں پختگی اور باریک بینی آپ تک اس کی انتہاء ہے اور لوگ اس میں آپ کے محتاج ہیں۔

◈ عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"لولا ان اللہ اعاننی بابی حنیفۃ و سفیان کنت کسائر الناس"ترجمہ: اگر اللہ تعالیٰ مجھے ابو حنیفہ اور سفیان ثور کی صحبت عطاء نہ فرماتا تو میں عام لوگوں کی طرح ہوتا۔[21]

◈ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"قیل لمالك هل رایت اباحنیفۃ ؟ فقال نعم رایت رجلا لو کلمک في هذه الساریۃ ان یجعلها ذهبا لقام بحجتہ"ترجمہ: امام مالک سے کہا گیا: کیا آپ نے ابو حنیفہ کو دیکھا ہے؟ فرمایا ہاں، وہ ایسے آدمی تھے اگر تجھ سے کلام کریں اس ستون کے بارے کہ یہ سونا کا ہے تو اپنے دلائل کی بنیاد پر اس کو سونے کا ثابت کر سکتے ہیں۔[22]

◈ سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(21)ابن حجر عسقلانی،شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن حجر عسقلانی ،تہزیب التہزیب، حرف النون،ج:6،ص:560دار الکتب العلمیہ بیروت،الطبعہ الثانیہ

(22)وفیات الاعیان،ج:3،ص:203

"الناس عيال فی الفقہ لابی حنیفۃ"یعنی سارے لوگ فقہ میں ابو حنیفہ کے محتاج ہیں۔(23)

◈ حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ما مَقلتُ عینیَ مثل ابی حنیفۃ"میری آنکھوں نے ابو حنیفہ کی مثل نہیں دیکھا۔(24)

حضرت سیِّدُنا محمد بن حسین لیثی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ میں کوفہ آیا اور اہلِ کوفہ سے وہاں کے سب سے بڑے عابد کے متعلق دریافت کیا تو مجھے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا بتایا گیا۔ پھر میں دوبارہ بڑھاپے میں یہاں آیا اور سب سے بڑے فقیہ کے بارے میں پوچھا تو مجھے آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ہی نام بتایا گیا۔

اس کے علاوہ بے شمار علماء کے اقوال ہیں، ہزاروں آپ کی شان میں رطب اللسان ہیں جن کا احاطہ یہاں ممکن نہیں۔

امام اعظم حدیث مصطفٰی ﷺ کے مصداق:

قارئین کرام یہ وہ حدیث پاک ہے جو کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے مروی ہے حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبد اللہ بن مسعود، وغیرہ نیز یہ حدیث کی درجنوں کتب میں موجود ہے امام بخاری و مسلم نے اسے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا امام طبرانی نے اسے حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت قیس بن

(23) امام ابو نعیم الاصبھانی، ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد الاصبھانی، مسند ابی حنیفۃ روایۃ ابی نعیم، ص:22، مکتبۃ الکوثر۔ الریاض، الطبعۃ الاولٰی 1415ھ

(24) امام نووی، ابو زکریا محیی الدین یحیٰی بن شرف النووی، تھزیب الاسماء واللغات، ج:2، ص:219، مؤسسۃ الرسالۃ۔ بیروت، الطبعۃ الاولٰی 1412ھ
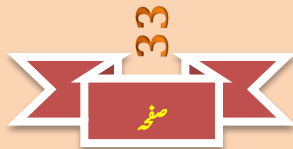
سعد بن عبادہ سے روایت کیا ہے حافظ ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے ،امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں کچھ اس طرح نقل کی ہے:

عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: '' لَوْ كَانَ الْعِلْمُ بِالثُّرَيَّا، لَتَنَاوَلَهُ نَاسٌ مِنْ أَبْنَاءِ فَارِسَ ''ترجمہ: اگر علم ثریا ستارہ تک بھی چلا جائے تو اسے اہل فارس میں سے ایک شخص پالے گا۔[25] بعض روایتوں میں دین کا لفظ ہے بعض میں ایمان کا لفظ ہے ،اس حدیث کا مصداق آپ رضی اللہ عنہ ہیں چنانچہ اسی حدیث پاک کو لکھنے کے بعد محمد بن یوسف شافعی فرماتے ہیں:"فہذا اصل صحیح یعتمد علیہ فی البشارۃ و الفضیلۃ"ترجمہ: یعنی یہ صحیح دلیل ہے جس پر اعتماد کیا جاتا ہے آپ کی بشارت و فضیلت میں ،اس حدیث پاک سے مراد آپ ہی ہیں کیونکہ اہل فارس میں کوئی بھی امام صاحب اور آپ کے اصحاب کے رتبہ کو نہ پہنچا۔[26] ملا علی قاری رحمہ اللہ اس کے تحت فرماتے ہیں: تمام عرب و عجم کو یہ معلوم ہے کہ کوئی شخص بھی اہل فارس میں سے اجتہاد میں آپ سے زیادہ مرتبہ کو نہ پہنچا۔

صحابہ کرام کی زیارت اور ان سے روایت:

جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ اسّی ہجری کو پیدا ہوئے دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ آخری صحابی حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ کا وصال مبارک ایک سو دس (110) ہجری میں ہوا اس سے پتہ چلا کہ بالیقین آپ نے صحابہ کرام کا زمانہ مقدس پایا یعنی اسی سے لے کر ایک سو دس تک تیس

(25) مسند امام احمد، ج:16، ص:90، مؤسسۃ الرسالہ –بیروت

(26) محمد بن یوسف الشافعی الشامی، سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، ج:10، ص:116، دارالکتب العلمیہ–بیروت ،الطبعۃ الاولیٰ 1414ھ

سال کا عرصہ آپ کی حیات مبارک کا صحابہ کرام کے دور میں گزرا پس ثابت ہوا کہ آپ نے اس لمبے عرصہ میں کئی صحابہ کرام کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہو گا چناچہ امام شمس الدین ذھبی نے سیر اعلام النبلاء میں ابن خلکان نے وفیات الاعیان میں آپ کے حضرت انس کو دیکھنے کا ذکر کیا ہے، علامہ عبد الحئی لکھنوی نے التعلیق الممجد شرح موطا امام محمد کے مقدمہ نمبر دس میں اور علامہ زاہد الکوثری نے تانیب الخطیب میں ان علماء کے اسماء کو ذکر کیا ہے جو آپ کی تابعیت کے قائل ہیں:

امام دار قطنی، خطیب بغدادی، ابو نعیم اصفہانی، ابن سعد، ابن عبد البر، امام ابن جوزی، امام سمعانی، عبد الغنی مقدسی، فضل اللہ تور بشتی، امام نووی، یافعی، شمس الدین ذھبی، زین عراقی، امام بدرالدین عینی، ابن حجر عسقلانی، امام جلال الدین سیوطی، وغیرہ ھم۔ اب سنئے امام صاحب کی روایت حضرت عبد اللہ بن حارث بن جزء زبیدی سے جو صحابیِ رسول ہیں اس کو محدث حصکفی نے مسند امام اعظم میں نقل کیا ہے جس کی شرح ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ جیسے محدث نے سند الامام کے نام سے کی ہے:

"قال ابوحنيفة ولدت سنة ثمانين و حججت مع ابى سنة ست و تسعين وانا ابن ست عشرة سنة فلما دخلت المسجد الحرام و رايت حلقة عظيمة فقلت لابى حلقة من هذه؟ فقال حلقة عبد الله بن حارث بن جزء زبيدى صاحب النبىﷺ فتقدمت فسمعته يقول سمعت رسول الله ﷺ يقول : من تفقه فى دين الله كفاه الله تعالىٰ مهمه و رزقه من حيث لا يحتسب" ترجمہ: امام صاحب فرماتے ہیں کہ میں اسی ہجری کو پیدا ہوا اور اپنے والد صاحب کے ساتھ چھیانوے (96) ہجری میں حج کیا اور میری عمر اس وقت سولہ سال تھی جب میں مسجد حرام میں داخل ہوا تو اس میں بہت بڑا حلقہ دیکھا اپنے والد صاحب سے پوچھا یہ کس کا حلقہ ہے؟ انہوں نے کہا صحابیِ رسول عبد للہ بن حارث کا، جب میں اس میں گیا تو ان کو فرماتے ہوئے

سنا نبی کریم ﷺ سے: جو اللہ کے دین میں سمجھ بوجھ حاصل کرتا ہے اس کے لئے اللہ کافی ہوتا ہے اس کے امور میں اور اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔[27]

امام اعظم اپنے استاذ امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں:

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ شریف میں نقل کرتے ہیں: امام ابن حجر مکی شافعی کتاب الخیرات الحسان میں فرماتے ہیں امام محدثین سلیمان اعمش تابعی جلیل القدر سے کہ اجلہ ائمہ تابعین و شاگردانِ حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے ہیں کسی نے کچھ مسائل پوچھے، اس وقت ہمارے امام اعظم سیدنا ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حاضر مجلس تھے، امام اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ مسائل ہمارے امام سے پوچھے۔ امام نے فوراً جواب دیا۔ امام اعمش نے کہا: یہ جواب آپ نے کہاں سے پیدا کیے؟ فرمایا۔ اُن حدیثوں سے جو میں نے خود آپ ہی سے سنی ہیں۔ اور وہ حدیثیں مع سندِ روایت فرمادیں۔ امام اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔"حسبک ماحدثتک بہ فی مائۃ یوم تحدثنی بہ فی ساعۃ واحدۃ ماعلمت انک تعمل بہذہ الاحادیث یا معشر الفقہاء انتم الاطباء ونحن الصیادلۃ وانت ایہاالرجل اخذت بکلاالطرفین"ترجمہ: بس کیجئے جو حدیثیں میں نے سو دن میں آپ کو سنائیں آپ گھڑی بھر میں مجھے سنائے دیتے ہیں۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ ان حدیثوں میں یوں عمل کر دیتے ہیں۔ اے

(27) محدث حصکفی، القاضی الامام صدر الدین موسیٰ بن زکریا الحصکفی، مسند امام اعظم، کتاب العلم، ص:59، مطبوعہ کراچی

فقہ والو! تم طبیب ہو اور محدث لوگ عطار ہیں، یعنی دوائیں پاس ہیں مگر ان کا طریق استعمال تم مجتہدین جانتے ہو۔ اور اے ابو حنیفہ! تم نے تو فقہ و حدیث دونوں کنارے لیے۔[28]

مزید فرماتے ہیں: یہ امام ابو یوسف بایں جلالتِ شان حضور سیدنا امامِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی نسبت فرماتے ہیں: "ماخالفتہ فی شیئ قطّ فتدبرتہ الا رأیت مذھبہ الذی ذھب الیہ انجی فی الاخرۃ وکنت ربما ملت الٰی الحدیث فکان ھو ابصربا الحدیث الصحیح منّی" ترجمہ: کبھی ایسا نہ ہوا کہ میں نے کسی مسئلہ میں امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا خلاف کر کے غور کیا ہو، مگر یہ کہ انہیں کے مذہب کو آخرت میں زیادہ وجہ نجات پایا، اور بارہا ہو تا کہ میں حدیث کی طرف جھکتا پھر تحقیق کرتا تو امام مجھ سے زیادہ حدیث صحیح کی نگاہ رکھتے تھے۔ نیز فرمایا: امام جب کسی قوم پر جزم فرماتے میں کوفہ کے محدثین پر دورہ کرتا کہ دیکھوں اُن کی تقویت قول میں کوئی حدیث یا اثر پاتا ہوں۔ بارہا دو تین حدیثیں میں امام کے پاس لے کر حاضر ہوتا اُن میں سے کسی کو فرماتے صحیح نہیں کسی کو فرماتے معروف نہیں۔ میں عرض کرتا حضور کو اس کی کیا خبر حالانکہ یہ تو قولِ حضور کے موافق ہیں۔ فرماتے: میں اہل کوفہ کا عالم ہوں۔ ذکر کلّہ الامام ابن الحجرفی الخیرات الحسان (انتہیٰ کلام الامام)

فقہ حنفی کے مسائل کا اجماعی ہونا:

معزز و محترم قارئین آپ رضی اللہ عنہ وہ عالی شخصیت ہیں جنہوں نے احکام کے استنباط و استخراج کے لئے باقاعدہ علماء و فقہاء کی مجلس قائم کی جس میں کئی علماء شرکت کرتے تھے ایک ایک مسئلہ پر کئی کئی روز بحث ہوتی جب سب اس میں متفق ہو جاتے پھر اس مسئلہ کو لکھا جاتا اس طریقے سے آپ نے درجنوں

(28) فتاویٰ رضویہ، ج10، ج22، ج27، رضا فاؤنڈیشن لاہور، الخیرات الحسان الفصل الثلاثون

مسائل کا استنباط کیا۔ اہل علم غور کریں اور وہ حضرات جو مذہب حنفی پر طعن کرتے ہیں فقہ حنفی صرف امام صاحب کی رائے و قیاس کا نام نہیں بلکہ آپ کے اجل تلامذہ جو آفاق کے مختلف گوشوں سے طلب علم کے لئے آئے تھے جن میں کئی قاضی بننے کی صلاحیت رکھتے تھے بہت سے فتویٰ دینے کے قابل تھے پھر ان میں صرف فقیہ نہیں بلکہ حضرت داؤد طائی و عبد اللہ بن مبارک جیسے صوفیاء بھی تھے امام جرح و تعدیل حضرت وکیع جیسے محدث بھی تھے امام ابو یوسف جیسے علم حدیث و فقہ کے ماہر بھی تھے امام زفر جیسے قیاس کے امام بھی تھے امام محمد جیسے لغت کے امام بھی حاضر خدمت ہوتے۔ غرض ہر طرح کے افراد تھے یہ سب حضرات اپنے اپنے دلائل بیان کرتے آخر میں جس کی رائے کو ترجیح حاصل ہوتی اس کے مطابق مسئلہ کو لکھ لیا جاتا گویا کہ ان سارے علماء کا جو مختلف اسلامی ممالک سے آئے تھے اس مسئلہ پر اجماع ہو جاتا، ائمہ اربعہ میں یہ خصوصیت فقط آپ کی فقہ کو حاصل ہے اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ اسے پوری دنیا میں برتری حاصل ہے اور معاشرے کے عرف و عادات قریب تر ہے یہ آپ رضی اللہ عنہ کی ذہانت و فطانت کا منہ بولتا ثبوت ہے جس کا انکار نہیں کرتا مگر حق سے بعید جہالت کے قریب اکابر پر طعن جس کا نصیب باادب کو اس کی ملے نہ توفیق۔

حکایت:

مشہور محدث امام وکیع بن جرّاح کے سامنے کسی نے کہا: امامِ اعظم نے خطا کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا: امامِ اعظم سے غلطی کیسے ہو سکتی ہے جبکہ ان کے ساتھ امام ابو یوسف اور امام زُفَر جیسے قیاس و اجتہاد کے ماہرین تھے، یحییٰ بن ابی زائدہ، حَفص بن غیّاث، حِبَان اور مَنْدَل جیسے حافِظِین حدیث تھے، لغت و عَرَبیت کے ماہرین میں سے قاسم (یعنی عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن مسعود) اور داؤد طائی و فُضَیل بن عِیاض جیسی

زہد و تقویٰ کی پیکر عظیم ہستیاں موجود تھیں۔ لہٰذا جس کے رُفقا اور ہم نشین ایسے ہوں وہ غلطی نہیں کر سکتا، اگر کرے تو یہ لوگ اُسے رجوع کروادیں گے۔[29]

داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا خواب:

حضرتِ سَیِّدُنا داتا گنج بَخْش علی ہجویری حَنَفی رحمۃ اللہ علیہ سیدنا امام اعظم سے خاص عقیدت رکھتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں: میں ایک روز سفر کرتا ہوا، ملکِ شام میں مُؤَذِّنِ رَسُول حضرتِ سَیِّدُنا بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے روضۂ مُبارَک پر حاضر ہوا، وہاں میری آنکھ لگ گئی اور میں نے اپنے آپ کو مکہ معظمہ میں پایا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ سرکارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم قبیلہ بنی شیبہ کے دروازے پر مَوجود ہیں اور ایک عُمر رَسیدہ شخص کو کسی چھوٹے بچے کی طرح اُٹھائے ہوئے ہیں، میں فَرطِ مَحبَّت سے بے قرار ہو کر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف بڑھا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مُبارَک قدموں کو بوسہ دیا، دل ہی دل میں اس بات پر بڑا حیران بھی تھا کہ یہ ضعیف شخص کون ہے؟ اتنے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ قُوَّتِ باطنی اور علمِ غیب کے ذَریعے میری حیرت و اِسْتِعْجاب (تعجب) کی کیفیّت جان گئے اور مجھے مُخاطَب کر کے فرمایا: "یہ ابُو حنیفہ ہیں اور تمہارے اِمام ہیں۔

حضرتِ سَیِّدُنا داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اپنا یہ خواب بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ: اس سے مجھے مَعْلُوم ہو گیا کہ حضرتِ سَیِّدُنا امامِ اَعْظم ابُو حنیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا شُمار ان لوگوں میں سے ہے جن کے اَوصاف شَریعت کے قائم رہنے والے اَحْکام کی طرح قائم و دائم ہیں، یہی وجہ ہے کہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ

(29) تاریخ بغداد، ج14، ص250، ماہنامہ فیضان مدینہ

اَکبر صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیۡہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ ان سے اس قدر مَحبَّت فرماتے ہیں اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیۡہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو امامِ اعظم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ سے جو مَحبَّت ہے، اس سے یہ نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ جس طرح آپ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے خطا ممکن نہیں،اسی طرح اللہ عَزَّ وَجَلَّ اوررَسُولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیۡہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے کرم سے حضرت سیّدُنا امام اعظم ابُوحنیفہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ بھی خَطا سے محفوظ ہیں۔[30]

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے ترک رفع یدین کے موضوع پر مناظرہ:

ایک مرتبہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ مکہ مکرمہ میں دارالحناطین کے مقام پر جمع ہوئے تو ان بزرگوں کے درمیان حسب ذیل گفتگو ہوئی۔

امام اوزاعی:ما بالكم لا ترفعون أيديكم في الصلاة عند الركوع وعند الرفع منه: آپ لوگ رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کیوں نہیں کرتے؟

امام ابو حنیفہ: لأجل أنه لم يصح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فيه شيء: اس لیے کہ رفع یدین پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی صحیح روایت نہیں۔

امام اوزعی: كيف لا يصح، وقد حدثني الزهري، عن سالم، عن أبيه، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم: «أنه كان يرفع يديه إذا افتتح الصلاة، وعند الركوع، وعند الرفع منه»: آپ نے یہ کیا فرمایا میں آپ کو رفع یدین کی صحیح حدیث سناتا ہوں، مجھے زہری نے

(30) فیضان امام اعظم، کشف المحجوب، تذکرہ تبع تابعین، ص ۱۰۱

حدیث بیان کی، انہوں سالم سے، سالم نے اپنے والد سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ ہاتھ اٹھاتے تھے جب نماز شروع فرماتے اور رکوع کے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت۔

امام اعظم: فقال له أبو حنيفة: حدثنا حماد، عن إبراهيم، عن علقمة والأسود، عن ابن مسعود: «أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان لا يرفع يديه إلا عند افتتاح الصلاة، ولا يعود شيء من ذلك»: ہم سے حضرت حماد نے حدیث بیان کی انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے حضرت علقمہ اور اسود سے انہوں نے حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نبی اکرم ﷺ صرف شروعِ نماز میں ہاتھ اٹھاتے تھے پھر کسی وقت نہیں اٹھاتے تھے۔

امام اوزاعی: أحدثك عن الزهري، عن سالم، عن أبيه، وتقول: حدثني حماد، عن إبراهيم: میں نے آپ کو امام زہری اور حضرت سالم کی سند سے حدیث بیان کی ہے اور آپ کہتے مجھے حماد نے ابراہیم سے حدیث بیان کی، یعنی اس میں وجہ ترجیح کیا ہے کہ آپ نے امام زہری کی روایت کو چھوڑ دیا اور حماد کی بیان کردہ حدیث کو ترجیح دی۔

امامِ اعظم: كان حماد أفقه من الزهري، وكان إبراهيم أفقه من سالم، وعلقمة ليس بدون ابن عمر في الفقه، وإن كانت لابن عمر صحبة، أو له فضل صحبة، فالأسود له فضل كثير، وعبد الله هو عبد الله: اس لیے کہ حماد، زہری سے زیادہ عالم وفقیہ ہیں اور ابراہیم نخعی سالم سے بڑھ کر عالم وفقیہ ہیں۔ علقمہ سالم کے والد عبد اللہ ابنِ عمر سے علم میں کم نہیں، اسود بہت ہی بڑے متقی وفقیہ وافضل ہیں۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کی تو بات ہی کیا ہے۔

امام اوزاعی: فسكت الأوزاعي: اس پر امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ خاموش ہو گئے۔ (مسند امام اعظم، جاء الحق)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت کے واقعات:

امام ابن عبد البر الانتقاء میں نقل کرتے ہیں:"نا حکم بن منذر بن سعيد رحمه الله قال نا يوسف بن أحمد قال نا احمد ابن الحسن الحافظ قال نا القاسم بن عباد قال ثنى محمد بن عبد الله الفقيه قال نا الحسن بن زياد اللؤلؤى قال كانت عندنا امرأة مجنونة يقال لها أم عمران مر بها إنسان فقال لها شيئا فقالت يا ابن الزانيين وابن أبي ليلى قائم يسمع فأمر أن يؤتى بها فأدخلها المسجد وهو فيه فضربها حدين حدا لأبيه وحدا لأمه فبلغ ذلك أبا حنيفة فقال أخطأ فيها من ستة مواضع المجنونة لا حد عليها وأقام الحد عليها في المسجد ولا تقام الحدود في المساجد وضربها قائمة والنساء يضربن قعودا وأقام عليها حدين ولو أن رجلا قذف قوما ما كان عليه إلا حد واحد وضربها والأبوان غائبان ولا يكون ذلك إلا بمحضرهما لأن الحد لا يكون إلا لمن يطلبه وجمع بين الحدين في مقام واحد ومن وجب عليه حدان لم يقم عليه أحدهما حتى يجف الآخر ثم يضرب الحد الثاني فبلغ ذلك ابن أبي ليلى فذهب إلى الأمير فشكاه فحجر الأمير على أبي حنيفة أن يفتي"

ترجمہ: حسن بن زیاد فرماتے ہیں ہمارے پاس ایک مجنون عورت تھی جسے ام عمران کہا جاتا تھا وہ کسی سے جھگڑ رہی تھی، دورانِ گفتگو اس عورت نے اس شخص کو "یا ابن الزانیتین" یعنی "بدکار ماں اور بدکار باپ کے بیٹے" کہہ کر گالی دی۔ قاضی ابن ابی لیلیٰ وہاں موجود تھے جس پر آپ نے عورت گرفتار کرنے کا حکم دیا، مجلسِ قضا میں واپس آئے اور حکم دیا کہ گالی دینے اور تہمت لگانے کے جرم میں عورت کو کھڑا کر کے درّے

لگانے اور دو حدیں مارنے کا فیصلہ دیا، ایک حد ماں کو بدکاری کی تہمت لگانے کے وجہ سے اور دوسری باپ کو بدکاری کی تہمت لگانے کے وجہ سے۔اس فیصلہ پر امام صاحب نے فرمایا: قاضی ابن ابی لیلیٰ نے اس فیصلہ میں چھے غلطیاں کیں ہیں:

(1)۔ اول غلطی یہ کہ عورت مجنونہ یعنی پاگل تھی اور مجنونہ پر حد نہیں۔

(2)۔ دوسری غلطی یہ کہ مسجد میں حد لگوائی، حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

(3)۔ تیسری غلطی یہ کہ عورت کو کھڑا کر کے حد لگوائی جبکہ عورتوں پر حد بیٹھا کر لگائی جاتی ہے۔

(4)۔ چوتھی غلطی یہ کہ اس پر دو حدیں لگوائیں جبکہ مسئلہ یہ ہے کہ ایک لفظ سے اگر کوئی پوری قوم پر بھی تہمت لگائے تو ایک ہی حد واجب ہوتی ہے زیادہ نہیں۔

(5)۔ پانچویں غلطی یہ کہ حد لگانے کے وقت اس آدمی کے ماں باپ موجود نہیں تھے، حالانکہ ان کا حاضر ہونا ضروری تھا کیونکہ انہی کی طلب پر حد لگ سکتی تھی، قاضی صاحب کو مقدمہ کرنے کا کیا اختیار تھا۔

(6)۔ چھٹی غلطی یہ کہ دونوں حدوں کو جمع کر دیا حالانکہ جس پر دو حد واجب ہوں، جب تک پہلی کے اثرات ختم نہ ہو جائیں دوسری نہیں لگا سکتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے سنگین غلطیوں کی

نشاندہی پر قاضی ابن ابی لیلیٰ نہایت برہم ہوئے اور گورنر کوفہ سے جا کر شکایت کر دی، جس پر گورنر نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو فتویٰ دینے سے روک دیا۔(31)

حضرت سیِّدُنا علی بن عاصم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: اگر نصف اہلِ زمین کی عقلوں سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عقل کا موازنہ کیا جائے تو بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عقل زیادہ ہو گی۔(32)

حاضر جوابی کے واقعات:

منقول ہے کہ خلیفہ وقت نے حضرت سیِّدُنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلوا کر دریافت کیا: اے ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! آزاد مرد کے لئے کتنی آزاد عورتیں حلال ہیں؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: چار، تو خلیفہ نے اپنی بیوی کی طرف متوجہ ہو کر کہا: اے آزاد عورت! میری بات سن، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً ارشاد فرمایا: اے خلیفۃ المسلمین! مگر آپ کے لئے صرف ایک حلال ہے، خلیفہ نے غضبناک ہو کر کہا: ابھی تو آپ نے کہا تھا کہ چار حلال ہیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے خلیفۃ المسلمین! اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً﴾ (پ4، النسآء: 3) ترجمہ کنز الایمان: تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں دو دو اور تین تین اور چار چار پھر اگر ڈرو کہ دو بیبیوں کو برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی کرو۔ (حکایتیں اور نصیحتیں ، ص333، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

(31) الانتقاء فی فضائل الثلاثہ، ص152، دار کتب العلمیہ بیروت

(32) تاریخ بغداد، رقم 7297، نعمان بن ثابت ابو حنیفہ، ماذکر من وفور عقل ابی حنیفۃ وفطنتہ وتلطفہ، ج13، ص361

جب میں نے آپ کو اپنی بیوی سے یہ کہتے سنا: اے آزاد عورت! میری بات سن۔ تو میں نے جان لیا کہ آپ عدل نہیں کریں گے لہٰذا میں نے کہہ دیا کہ آپ کے لئے صرف ایک حلال ہے۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے رخصت ہوئے تو خلیفہ کی زوجہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف ہزار درہم بھجوائے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شکریہ ادا کیا اور تعریف بھی کی لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درہم قبول نہ کئے اور واپس بھیج دیئے اور ساتھ ہی کہلا بھیجا کہ میں نے یہ بات تجھے خوش کرنے کے لئے نہیں کی تھی بلکہ رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے لئے کی تھی پس اس کا ثواب بھی اللہ تعالیٰ ہی دے گا۔

سخاوت کے واقعات:

حضرت سیّدُنا خطیب بغدادی نقل فرماتے ہیں کہ اگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اہل و عیال پر کچھ خرچ کرتے تو اسی قدر صدقہ بھی کر دیتے۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوئی نیا کپڑا پہنتے تو اسی قیمت کا کپڑا علماء کو بھی خرید کر دیتے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے جب کھانا لگایا جاتا تو جتنا خود کھاتے اتنا ہی چھوڑ دیتے پھر وہ کھانا کسی فقیر کو کھلا دیتے یا گھر میں کسی کو ضرورت ہوتی تو اسے کھلا دیتے۔ رضائے ربُّ الانام عَزَّوَجَلَّ کو ہر چیز پر ترجیح دیتے اور حکمِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے معاملے میں اگر تلوار کا وار بھی کیا جاتا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ برداشت کر لیتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ یہ دو اشعار پڑھا کرتے تھے:

عَطَاءُ ذِی الْعَرْشِ خَیْرٌ مِنْ عَطَائِکُمُوْ   وَفَضْلُہ وَاسِعٌ یُرْجیٰ وَیُنْتَظَر

تَکْدُرُوْنَ الْعَطَا مِنْکُمْ بِمِنَّتِکُمْوْ   وَاللہُ یُعْطِیْ فَلاَ مَنَّ وَلَا کَدَر

ترجمہ (1) عرش کے مالک کی عطا تمہاری عطا سے بہتر ہے۔ اور اس کا فضل و کرم وسیع ہے جس کی اُمید اور انتظار کیا جاتا ہے۔

(۲)تم اپنی عطا کو احسان جتلانے سے ملا دیتے ہو جبکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ احسان جتلائے اور گدلا کئے بغیر عطا فرماتا ہے۔[33]

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے سیدنا اسماعیل بن حماد روایت کرتے ہیں کہ جب حماد نے سورۃ فاتحہ مکمل کی تو امام صاحب نے ان کے استاذ صاحب کو پانسو(500)درہم انعام بھیجے۔ استاذ صاحب کو جب یہ رقم پہنچی تو انہوں نے کہا میں نے کونسہ عظیم کام کیا ہے جو اتنی بڑی رقم انعام میں دی؟ امام صاحب کو جب اس کی خبر ہوئی تو خود حاضرِ خدمت ہوئے اور فرمایا: جو کچھ آپ نے میرے بچے کو پڑھا دیا اس کو حقیر مت سمجھئے۔ میرے پاس اگر اس سے زیادہ ہوتا تو قرآن کریم کی تعظیم میں اور زیادہ پیش کرتا۔[34]

زہدو تقویٰ کے واقعات:

(1)مشہور زاہد و مُتَّقی حضرت سیِّدُنا مسعر بن کدام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجتماعِ پاک میں حاضر ہوا تو میں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نمازِ فجر میں پایا پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمازِ ظہر تک محفلِ علم میں تشریف فرما رہے، نمازِ ظہر پڑھ کر عصر تک محفل جاری رہی، نمازِ عصر پڑھ لی تو مغرب تک بیٹھے رہے، نمازِ مغرب کے بعد عشاء تک پھر بیٹھ گئے۔ میں نے دل میں کہا کہ اس شخص کی مصروفیت یہ ہے تو عبادت کے لئے کب فارغ ہوتا ہوگا، آج رات میں ضرور دیکھ بھال کروں

(33)تاریخ بغداد، رقم 7297، نعمان بن ثابت ابو حنیفہ، ماذکر من عبادۃ ابی حنیفۃ وورعہ، ج13، ص351 بتغیرٍ
(34)مناقب ابی حنیفۃ واصحابہ، شمس الدین ذھبی، ص18

گا۔ چنانچہ، میں نے نگرانی شروع کر دی جب سب لوگ رُخصت ہو گئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں تشریف لے گئے اور طلوعِ فجر تک عبادت میں مصروف رہے۔

(2) خلیفہ وقت ابو جعفر منصور نے حضرت سیِّدُنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیِّدُنا ابن ابی ذئب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف کچھ مال بھیجا تو حضرت سیِّدُنا ابن ابی ذئب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: میں خلیفہ کے لئے اس مال پر راضی نہیں تو اپنے لئے کیسے راضی ہو جاؤں؟ اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: اگر مجھے مار اجائے کہ ان میں سے ایک درہم کو صرف ہاتھ لگا دو پھر بھی مَیں اسے نہ چھوؤں گا۔

(3) حضرت سیِّدُنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر شبہ والی چیز سے مکمل اجتناب فرماتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شریکِ تجارت حضرت سیِّدُنا حفص بن عبد الرحمن علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے ساتھ تجارت کرتے تھے اور مجھے مالِ تجارت بھیجتے ہوئے فرمایا کرتے: اے حفص! فلاں کپڑے میں کچھ عیب ہے۔ جب تم اسے فروخت کرو تو عیب بیان کر دینا۔ حضرت سیِّدُنا حفص نے ایک مرتبہ مالِ تجارت فروخت کیا اور بیچتے ہوئے عیب بتانا بھول گئے۔ جب امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام کپڑوں کی قیمت صدقہ کر دی۔

(4) حضرت سیِّدُنا خطیب بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی ارشاد فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں عرض کی گئی کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غیبت سے اتنے دُور رہتے ہیں کہ میں نے کبھی ان کو دشمن کی غیبت کرتے ہوئے بھی نہیں سنا۔ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے

ارشاد فرمایا:اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آپ اس معاملے میں بہت سمجھ دار ہیں کہ کسی ایسی چیز کو اپنی نیکیوں پر مُسلَّط کریں جو انہیں (دوسرے کے نامۂ اعمال میں) منتقل کر دے۔

(5)منقول ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ حضرت سیِّدُنا علقمہ اور حضرت سیِّدُنا اسوَد رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سے افضل کون ہے؟ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں فرمایا:اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں اس مقام پر نہیں کہ ان کا موازنہ کروں سوائے اس کے کہ ان کی عزّت وعظمت کے پیشِ نظر ان کے لئے دُعاواِسْتِغْفَار کرتا ہوں اور میں نہیں جانتا کہ ان میں افضل کون ہے۔(یہ تمام واقعات کتاب "حکایتیں اور نصیحتیں" سے لئے گئے ہیں، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

امام اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی وصیتیں:

☆ لا تتكلم بين يدي العامة إلا بما تسأل عنهُ:لوگوں سے پوچھے گئے مسائل کے علاوہ بلا ضرورت بات چیت نہ کرو۔

☆ ولا تكثر الْخُرُوج إلي السوق ولا تكلم المراهقين فَإِنَّهُمْ فتنة: اور بازار میں بکثرت نہ جایا کرو۔ اور بے ریش لڑکوں سے بات چیت نہ کیا کرو کہ وہ فتنہ ہیں۔

☆ ولا تأكل فِي الأسواق والمساجد: بازاروں اور مساجد میں چیز نہ کھایا کرو۔

☆ وكن لله تعالى فِي سرك كما أَنْتَ لَهُ فِي علانيتك:جیسے اللہ تعالیٰ کے لئے ظاہری طور پر ہو ویسے ہی باطنی طور پر بن جاؤ۔

☆ وَإِيَّاكَ أن تكثر الضحك فإنه يميت القلب:زیادہ ہنسنے سے پرہیز کرو کہ یہ دل کو مردہ کر دیتا ہے۔

☆ وإِذَا تكلمت فلا تكثر التصويت:جب کسی سے بات کرو تو آواز زیادہ اونچی نہ کرو۔

☆ ولا تكن عجولاً فِي الأمور:اپنے کاموں میں جلدی کرنے والے نہ بنوں۔

☆ ولا تمش فِي قارعة الطَرِيق مَعَ المشايخ والعامة فإنك إن قدمتهم ازدري بعلمك وإن أخرتهم ازدري بك من حيث أَنَّهُمْ أسن منك:عام لوگوں اور بوڑھے لوگوں کے ساتھ شاہراہ پر نہ چلو،اس لیے کہ اگر تم ان کو آگے بڑھنے دو گے تو اس سے علم کی بے قدری ظاہر ہو گی اور اگر تم ان سے آگے چلو گے تو یہ بات بھی معیوب ہو گی کہ وہ عمر میں تم سے بڑے ہیں۔اس کے علاوہ بھی بہت سی نصیحتیں آپ رحمۃ اللہ علیہ سے علماء نے نقل کیں جن پر باقاعدہ کتب لکھی گئیں ہیں،مزید تفصیل کتاب مستطاب "الاشباہ والنظائر" کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔[35]

تصانیف:

مسند امام اعظم، فقہ اکبر، کتاب الحیل، کتاب الوصیت، رسالہ الی عثمان البتی، العالم والمتعلم وغیرہ۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کتابیں لکھنے کے بجائے زیادہ توجہ اپنے تلامذہ پر دی جن میں سے امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً ہزار(1000)کتابیں تصنیف کیں اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ حنفی کو سرکاری درجہ دلوایا اور پوری دنیا میں حنفی قاضیوں کو پھیلا دیا۔

(35)الاشباہ والنظائر،ص368،دارالکتب العلمیہ بیروت۔الطبقات السنیۃ فی تراجم الحنفیہ،ص51،ریاض – سعودیہ۔غمز عیون البصائر،ج4،ص311۔البدور المضیہ فی تراجم الحنفیہ،ج1،ص337،دارالصالح–القاہرہ

وفات:

قارئین ذی احتشام جیسا کہ اوراق تاریخ سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جن ہستیوں نے اپنی ساری ساری مبارک زندگیاں دین وملت کے لئے وقف کیں اور اس کے احیاء کے لئے اپنے دن رات ایک کردیئے، جگر پگھلا کر شمع حقیقت کو جلایا، اپنے خون سے اس کی آبیاری کی، ان تمام احسانات کے باوجود ان مبارک ہستیوں کو مقام محبت بنانے کے بجائے عام طور پر جائے نفرت ٹھرایا گیا، اپنوں کے ہی ہاتوں آلام سنگ و وحشت کا سامنا کرنا پڑا، کچھ ایسا ہی خادم دین، فقیہ امت، سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا، عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور نے دارالخلافہ کے لئے بغداد کا انتخاب کیا اور عہدہ قضاء کے لئے امام صاحب کو پیشکش کی۔ امام صاحب نے قاضی القضاۃ کا عہدہ قبول کرنے سے انکار کردیا اور معذرت کردی کہ مجھ کو اپنی طبیعت پر اطمینان نہیں، میں عربی النسل نہیں ہوں، اس لئے اہل عرب کو میری حکومت ناگوار ہوگی، درباریوں کی تعظیم کرنی پڑے گی اور یہ مجھ سے نہیں ہوسکتا۔

خلیفہ منصور نے قاضی القضاۃ کا عہدہ قبول نہ کرنے کی وجہ سے امام صاحب کو قید کرڈالا۔ لیکن ان حالات میں بھی اس کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے اطمینان نہ تھا۔ امام صاحب کی شہرت دور دور تک پہنچی ہوئی تھی۔ قید کی حالت نے آپ کے اثر اور قبولیت عامہ کو کم کرنے کے بجائے اور زیادہ کردیا تھا۔ قید خانہ میں آپ کا سلسلۂ تعلیم برابر جاری رہا۔ امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ جو مذہب حنفی کے اولین محررین نے قید خانہ ہی میں آپ سے تعلیم پائی۔ انہیں وجوہ سے منصور کو امام صاحب کی طرف سے جو اندیشہ تھا وہ قید کی حالت میں

بھی رہا جس کی آخری تدبیر یہ کی کہ بے خبری میں ان کو زہر دلوا دیا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو زہر کا اثر محسوس ہوا تو سجدہ کیا اور اسی حالت میں وفات پائی اور اپنے رب تعالیٰ سے جا ملے۔[36]

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی خبر جلد تمام شہر میں پھیل گئی اور سارا بغداد امڈ آیا۔ حسن بن عمارہ نے جو قاضی شہر تھے غسل دیا، نہلاتے تھے اور کہتے جاتے تھے "واللہ! تم سب سے بڑے فقیہ، بڑے عابد، بڑے زاہد تھے، تم میں تمام خوبیاں پائی جاتی تھیں۔ لوگوں کی اتنی کثرت ہوئی کہ پہلی بار نمازِ جنازہ میں کم و بیش پچاس ہزار کا مجمع تھا اس پر بھی آنے والوں کا سلسلہ قائم تھا۔ یہاں تک کہ چھے بار نمازِ جنازہ پڑھی گئی اور عصر کے قریب جاکر تدفین ہوئی۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت کی تھی کہ انہیں خیرزان نامی قبرستان میں دفن کیا جائے۔ مشہور سلجوقی سلطان الپ ارسلان نے جو عادل ہونے کے ساتھ ساتھ بہت فیاض بھی تھے (459ھ) میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے قریب ایک مدرسہ تیار کرایا جو مشہدِ ابو حنیفہ کے نام سے مشہور ہے۔ وصال کے وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر تقریباً 70 سال تھی، آپ کی اولاد میں صرف آپ کے بیٹے حماد تھے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ آپ کی قبر قبولِ دعا کے لیے اکسیر ہے۔ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہمارے آقا ہمارے مَولیٰ، امامِ اعظم ابُو حنیفہ

ہمارے ملجاء ہمارے ماویٰ امامِ اعظم ابُو حنیفہ

زمانہ بھر نے زمانہ بھر میں بہت تَجَسُّس کیا

(36) مناقب الامام الاعظم، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ، ج2، ص502، بتغیر

ولیکن ملا نہ کوئی اِمام تم سا امامِ اعظم ابُو حنیفہ[37]

ے دین وملت کے وفادار امام اعظم

اصحاب کی سچی یادگار امام اعظم

علمِ فقہ کو اس امت میں

کیا چار سو آشکار امام اعظم

(فقیر راقم الحروف:احمد نواز قادری)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں:

اَعِد ذکر نعمان لنا فان ذکرَہ

ھو المسك ماکررتَه یتوضع

امام اعظم ابو حنیفہ کا ذکر ہمیں بار بار سناؤ کہ ان کا ذکر کستوری کی طرح ہے جس کا جتنا زیادہ تکرار کروگے اتنی ہی زیادہ خوشبو پھیلائے گی۔

قارئین کرام یہ مختصر سہ تعارف آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہم نے پیش کیا مزید تفصیل کے لئے درج ذیل کتب کا مطالعہ فرمائیں:

(37)دیوانِ سالک،رسائلِ نعیمیہ، ص:35

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت پر لکھی جانے والی کتب:

الخیرات الحسان فی مناقب الامام ابی حنیفۃ النعمان: مصنف علامہ ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ

تبییض الصحیفۃ فی مناقب الامام ابی حنیفہ: مصنف امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ

تبیین الصحیفۃ فی مناقب الامام ابی حنیفہ: مصنف علامہ ابن عبد البر مالکی رحمۃ اللہ علیہ

مناقبُ امام ابی حنیفۃ وصاحبیہ: مصنف علامہ شمس الدین ذہبی شافعی رحمۃ اللہ علیہ

اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ: علامہ صیمری حنفی رحمۃ اللہ علیہ

مناقب الامام الاعظم: علامہ موفق بن احمد مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (اس کتاب کا مفتی فیض احمد اویسی صاحب نے ترجمہ بھی کیا ہے)

مناقب الامام الاعظم: ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ

سیرت امام اعظم: محمد اعصم اعظمی

سیدنا امام اعظم: سید تراب الحق شاہ صاحب

امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ترجمہ کے لئے درج ذیل کتب کا مطالعہ فرمائیں:

(تاریخ بغداد، ج13، ص325، رقم7297، دارالکتب العلمیہ بیروت۔ تاریخ طبری، ج11، ص653، دارالمعارف مصر۔ الانتقاء فی فضائل الثلاثہ، ص152، دارالکتب العلمیہ بیروت۔ کشف الظنون، ج2، ص1287، داراحیاء التراث بیروت۔ تذکرۃ الحفاظ، ج1، ص126، دارالکتب العلمیہ بیروت۔ میزان

الاعتدال ، ج4، ص265، دارالمعرفۃ بیروت لبنان۔تاریخ الاسلام ، ج9، ص305، دارالکتاب العربی بیروت۔سیر اعلام النبلاء ، ج6، ص390، مؤسسۃ الرسالہ ۔تذہیب تہذیب الکمال، ج9،رقم7194 ص218،مکتبہ الفاروق۔ وفیات الاعیان، ج5،ص405، دارصادر بیروت۔الطبقات الکبریٰ،ابن سعد، ج8،ص489،رقم3456، مکتبۃ الخانجی قاہرہ-مصر۔الثقات للعجلی ، ج2،ص314،رقم 1853، مکتبۃ الدار۔الاستغناء فی معرفۃ المشہورین، ج1،ص572،رقم 624، دارابن تیمیہ -ریاض۔الاکمال ، ابن ماکولا،ج6،ص416،بیروت۔طبقات الفقہاء، ابواسحاق شیرازی،ص86،دارالرائدالعربی بیروت۔الوافی بالوفیات،ج27،ص89، داراحیاء التراث بیروت۔التکمیل فی الجرح والتعدیل، ابن کثیر،ج1،ص375، مرکزالنعمان-یمن۔الجواہر المضیہ،ج1،ص51،دارہجر قاہرہ۔غایۃالنہایہ،ج2،ص342،مکتبہ ابن تیمیہ ۔تہذیب التہذیب ، ج10،ص 449، دائرۃ المعارف حیدرآباد۔تقریب التہذیب، ص563،دارالرشید ۔السلوک فی طبقات العلماء والملوک، ص141، مکتبۃ الارشاد-صنعاء۔مغانی الاخیار، علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ، ج3،ص120، دارالکتب العلمیہ بیرورت۔طبقات الحفاظ، امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، ص80،دارالکتب العلمیہ بیروت۔ خلاصۃ تذہیب تہذیب الکمال ،ص402، دارالبشائر بیروت۔قلادۃ النحر،ج2، ص170، دارالمنہاج-جدہ۔الطبقات السنیہ ، ص24، دارالرفاعی -ریاض۔ طبقات المفسرین، ص18، مکتبۃ العلوم-سعودیہ۔دیوان الاسلام ، ج2،ص151، دارالکتب العلمیہ بیروت۔التاج المکلل ،ص125،وزارۃ الاوقاف-قطر۔ شجرۃ النور، ج1، ص43، دارالکتب العلمیہ بیروت۔ الاعلام للزرکلی، ج8،ص36،دارالعلم ۔ معجم المؤلفین، ج13، ص104، داراحیاء التراث بیروت۔البدور المضیہ، ج15،ص89، دارالصالح قاہرہ-مصر۔المعارف ، ص490، قاہرۃ۔المنتظم ، ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، ج8،ص128، دارالکتب العلمیہ بیروت۔مرآۃ الزمان، ج12، ص211، دارالرسالہ دمشق۔المختصر فی

اخبار البشر، ج2،ص5، المطبعۃ الحسینیہ مصر۔العبر فی خبر من غبر، شمس الدین ذہبی، ج1، ص164، دارالکتب العلمیہ بیروت۔مرآۃ الجنان، سلیمان یافعی، ج1، ص242، دارالکتب العلمیہ بیروت۔البدایہ والنہایہ، ج13، ص415، دار ہجر۔تاریخ ابن خلدون، ج1، ص565، دارالفکر بیروت۔النجوم الزاہرۃ، ج2، 12، دارالکتب –مصر۔التاریخ المعتبر، ج3، ص301، دارالنوادر–شام۔شذرات الذہب، ج2، ص229، دار ابن کثیر بیروت۔الفہرست، ابن ندیم، ص251، دارالمعرفۃ بیروت۔الاشارات، ص66، مکتبۃ الثقافت–قاہرۃ۔الانساب للسمعانی، ج5، ص111، دائرۃ المعارف حیدرآباد۔اللُباب فی تہذیب الانساب، ج1، ص439، دارصادر بیروت۔الخیرات الحسان فی مناقب الامام ابی حنیفۃ النعمان۔تبییض الصحیفۃ فی مناقب الامام ابی حنیفہ۔تبیین الصحیفۃ فی مناقب الامام ابی حنیفہ۔مناقبُ امام ابی حنیفۃ وصاحبیہ۔اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ۔مناقب الامام الاعظم موفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ۔مناقب الامام الاعظم: ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ)

قد تمت رسالۃ "لمع البیان فی سیرۃ النعمان" وللہ الحمد اولاً وآخراً و صلی اللہ علیہ وسلم

کتبہ وحررہ: العبد الفقیر احمدنواز قادری عطاری جلالی فریدی

12-25-2024 بروز بدھ

22 جماد الاخری یوم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ